Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ — قادیان

جلد 63 — شمارہ 37

بدر

BADR

The weekly — Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ: سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن 80 کینیڈین ڈالر یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

15 ذوالقعدۃ 1435 ہجری / 11 تبوک 1393 ہش / 11 ستمبر 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کرسکتا ہے

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا۔کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو خاص کر جبکہ مسیح جیسے اولی العزم نبی کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تو پھر اس سے تو ملہموں کی کمر ٹوٹتی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بیدل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ ستے موتی ہیں جو لوگ آپ بنا کر بیچتے ہیں۔اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں سچے موتیوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ جوہری جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہے ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور یہ جھوٹا ہے۔سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کرسکتا ہے۔اے صوفیو!!!اور اس مہوّس کے گرفتارو۔ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے:-

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہٰذا تم بھی اس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔

(۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نا معلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

(۳) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے۔وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پاسکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

(۹) سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 13 ضرورۃ الامام صفحہ 488 تا 490)

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 28

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سوسال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی ڈھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

طاعون کی پیشگوئی پر اعتراض:

طاعون کی پیشگوئی پر اعتراض کرتے ہوئے معترض نے لکھا:

''مرزا نے ایک الہام شائع کررکھا تھا ''اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَہ'' اور اس کے بارے میں ایک طویل عرصہ تک یہی کہتا رہا کہ اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ 1902ء میں ہندوستان کے متعدد صوبوں میں طاعون کی بیماری بلکہ وباء کا آغاز ہوا۔ بہت سے شہر اس کی لپیٹ میں آئے اور لوگوں نے اسے خدائی تنبیہ سمجھ کر توبہ واستغفار شروع کیا۔ ابتداءً قادیان میں بھی اس کا کوئی حملہ نہ ہوا۔ اس صورت حال سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مرزا اور اس کے مریدوں نے بڑھ چڑھ کر پروپیگنڈہ شروع کیا کہ چونکہ مرزا کی تکذیب کی جارہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب بھیجا ہے اور قادیان چونکہ مرزا کا مسکن ہے اس لئے وہاں عذاب نہیں آیا اور نہ آئے گا۔..... جب قادیانیوں کے پرغرور بیانات کھل کر سامنے آچکے تو خدائی مار کا آغاز ہوگیا یعنی طاعون کی وبا نے قادیان پر نہ صرف یہ کہ حملہ کیا بلکہ اور جگہوں کے بالمقابل وہاں زیادہ زور دکھایا۔''

(اخبار منصف مورخہ 10 جنوری 2014)

قارئین کرام! کسی بھی الہام کے معنی سمجھ نہ پانا قابل اعتراض نہیں۔ یہ بات درست ہے کہ شروع میں آپؑ کو اس الہام کے معنی سمجھ میں نہیں آئے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں۔

''یہ فقرہ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَہ'' اب تک اس کے معنی میرے پر نہیں کھلے'' (اشتہار 6 فروری 1898)

لیکن اللہ تعالیٰ نے زیادہ دیر تک آپؑ کو اس کے معانی سے بے خبر نہیں رکھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ آپ پر اس کے معانی کھلتے رہے۔ پھر اگرچہ کہ حضورؑ کو اس فقرے معنی سمجھ میں نہیں آئے لیکن آپ نے ہمیشہ اس الہام کو طاعون کے متعلق ہونے والے الہامات کی ذیل میں ہی رکھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ بہرحال اس الہام کا طاعون اور وبائی امراض سے ہی تعلق ہے۔

ایسا ہی ایک اعتراض محمد اکرام اللہ صاحب نے روزانہ پیسہ اخبار مورخہ 22 مئی 1905ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پر کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''زلزلہ کا دھکا عفت الدیار محلھا ومقامھا'' کے متعلق انہوں نے لکھا کہ ''یہ الہام 31 مئی 1902ء کے الحکم کے صفحہ کالم 4 پر موجود ہے۔ اور اس کے سامنے صاف طور پر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ متعلق طاعون (نقل مطابق اصل: درست حوالہ الحکم 31 مئی 1904ء صفحہ 9 کالم نمبر 4 ہے)

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا کہ:

''اگر فرض بھی کرلیں کہ خود ملہم نے اپنے اجتہاد کی غلطی سے اس حادثہ کو جو عفت الدیار کے الہام سے ظاہر ہوتا ہے طاعون ہی سمجھ لیا تھا تو اس کی یہ غلطی کہ قبل از وقوع ہے مخالف کیلئے کوئی حجت نہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا نبی یا رسول نہیں گذرا جس نے اپنی کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی نہ کی ہو......... پس اگر ایڈیٹر اخبار الحکم نے ایسا لکھ بھی دیا کہ یہ فقرہ طاعون سے متعلق ہے اور تعلق سے وہ معنے سمجھے جائیں جو معترض نے کئے ہیں تو غایت مافی الباب یہ کہا جائے گا کہ ایڈیٹر الحکم نے ایسا لکھنے میں غلطی کی۔ اور ایسی غلطی خود انبیاء علیہم السلام سے پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بعض دفعہ ہوتی رہی ہے جیسا کہ ذھب وھلی کی حدیث بخاری میں موجود ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں۔ قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انّی اھاجر من مکۃ الیٰ ارض بھانخل فذھب وھلی الیٰ انھا الیمامۃ اوھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ)

یعنی ابوموسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدنیہ نکلا یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔ پس کیا یہ پیشگوئی آپ کے نزدیک پیشگوئی نہیں ہے؟ اور کیا آپ طیار ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی ایک حملہ کردیں۔ پس جب کہ اجتہادی غلطی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی شریک ہیں تو پھر آپ کا یہ کیا ایمان ہے کہ تعصب کے جوش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے کچھ شرم نہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 15-16 روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 168-169)

معترض نے یہ تو لکھا کہ لوگوں نے اسے (یعنی طاعون کو) خدائی تنبیہ سمجھ کر توبہ واستغفار کی طرف توجہ کی لیکن یہ نہیں بتایا کہ اس خدائی تنبیہ کا لوگوں کو علم کس طرح ہوا۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کے انبیاء ہی لوگوں کو ان کی برائیوں سے متنبہ کرکے خدائی عذاب سے ڈراتے ہیں۔ جب دنیا فسق و فجور سے بھر جاتی ہے تو خدا کا ایک فرستادہ آکر خدا سے خبر پاکر لوگوں کو خدائی عذاب سے متنبہ کرتا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے دنیا کو فسق وفجور میں مبتلا پاکر اسے توبہ واستغفار کی طرف متوجہ کیا اور خدائی عذاب سے ڈرایا۔ اور اس خدائی تنبیہ پر وقت پر کان دھر کر لاکھوں لوگوں نے توبہ واستغفار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ چنانچہ طاعون کے خوف سے توبہ واستغفار کے نتیجہ میں 1902ء سے 1906ء تک حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے والوں کی تعداد 4 لاکھ تک پہنچ گئی۔

معترض نے یہ نہیں لکھا کہ انہیں کی طرح وقت کے امام کی مخالفت کرنے والے ان کے ''اُستادوں'' نے اس خدائی تنبیہ پر کان نہیں دھرا اور طاعون کا لقمہ بنے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک شعر میں انہیں اشد ترین مخالفین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بے خدا، بے زہد و تقویٰ، بے دیانت ، بے صفا
بن ہے یہ دُنیائے دوں طاعوں کرے اس میں شکار

حضرت مسیح موعودؑ کا روئے سخن اشد ترین مخالفین خصوصاً آریوں کی طرف تھا جن کی زبانیں اسلام اور بانئ اسلام کے خلاف قینچی کی طرح چلتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامًا فرمایا تھا کہ لو لا الا کرام لھلك المقام (دافع البلاء صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 226) یعنی اگر تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کردیتا۔ اس وعدہ الٰہی کا ثبوت اہالیان قادیان کو اس طرح دیا گیا کہ قادیان کے اردگرد بلکہ ایک میل سے کم فاصلہ پر جس قدر دیہات تھے ان میں سخت بربادی افگن طاعون پڑتی رہی لیکن قادیان طاعون سے محفوظ رہا۔

جب اس الہام الٰہی کی تصدیق عملی طور پر ہوگئی اور اہالیان قادیان خصوصاً آریوں پر یہ کھل گیا کہ ایک پاک و مطہر وجود کی برکت سے ہمیں طاعون سے محفوظ رکھا گیا ہے تو بجائے خدا کا شکر کرنے کے ان کی شوخی اور شرارت اور بڑھ گئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین اور تحقیر میں مزید تیز ہوگئے۔ خصوصاً 7 فروری 1903ء کے ایک اشتہار ''قادیانی پوپ کے چیلوں کی ایک ڈینگ کا جواب'' میں تو آریوں نے حد ہی کردی۔ اس قدر مغلظات بکیں کہ الامان والحفیظ۔ لالہ یوگیندر پال صاحب نے بڑے جوش سے آریہ سماج کے دوسرے سالانہ جلسے کے موقع پر یہاں تک کہہ دیا کہ ہم بذریعہ ہون قادیان کو طاعون سے پاک و صاف کریں گے۔

(اخبار بدر مورخہ 16 اپریل 1904 صفحہ 7)

حضرت مسیح موعودؑ نے ان لوگوں کو بارہا سمجھایا کہ تمہاری یہ شوخیاں اور آنحضورؐ کے خلاف گستاخیاں خدا کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہوں گی۔ حضرت مسیح موعودؑ قادیان کے آریوں کی شوخیوں اور بدزبانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خواہ نخواہ مجھے نشانہ بنانا اور مجھے گالیاں دینا اور میرے سید و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت توہین و تحقیر کے الفاظ لکھنا اور اس طرح پر مجھے دوہرے طور پر دُکھ دینا، میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قدر نفسانی جوش کیوں دکھلایا گیا۔ بعض قادیان کے آریہ جو میرے پاس آتے تھے۔ بارہا میں نے ان کو نصیحت کی کہ زبان کی چالاکیوں کا نام مذہب نہیں ہے۔ مذہب ایک پاک کیفیت ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو پہچان لیتے ہیں اور میں نے ان کو بارہا یہ بھی کہا کہ دیکھو طاعون کا زمانہ ہے اور دنیا کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب یہ کسی ملک میں بڑے زور سے بھڑکتی رہی ہے تو اس کا یہی موجب ہوتا رہا ہے کہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی تھی۔ اور خدا کی طرف سے جو آتا تھا اس سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور جب بھی کہ آسمان کے نیچے اس قسم کا کوئی بڑا گناہ ظہور میں آیا اور بیبا کی حد سے بڑھ گئی، تبھی یہ بلا ظہور میں آئی۔ اب بھی یہ گناہ انتہاء تک پہنچ گیا ہے۔ دُنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کیلئے آیا۔ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دُنیا بھول گئی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں اس کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی..... غرض کئی دفعہ ایسی نصیحتیں قادیان کے ان آریوں کو کی گئیں۔ لیکن نتیجہ برخلاف ہوا اور وہ خدا کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرے۔ شائد دلوں میں یہ خیال ہوگا کہ گو طاعون قادیان کے اردگرد لوگوں کو ہلاک کررہی ہے۔ مگر ہمیں کیا غم ہم تو ٹیکا لگانے کے بعد ہمیشہ کیلئے طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہوگئے ہیں۔ بڑا تعجب ہے کہ ایسے خطرناک دن اور پھر یہ لوگ زبان کو اپنے قابو میں نہیں رکھتے۔ نہیں سوچتے کہ جس نبی کو ہم گالیاں دیتے ہیں اور جس کی تحقیر اور توہین کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی۔ سنو اے غافلو! ہمارا اور ان راستبازوں کا تجربہ جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں، گواہی دیتا ہے کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ ہر ایک نیک طینت جانتا ہے کہ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے اور ہر ایک ظلم کا پاداش ہے۔ (نسیم دعوت صفحہ 6-7 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 366-367)

حضرت مسیح موعودؑ کی ان نصائح پر آریوں نے کان نہ دھرا اور وہ خدا جس نے ایک مدّت تک قادیان کو ایک پاک وجود کی برکت سے طاعون سے محفوظ رکھا تھا، آریوں کی ان شرمناک کاروائیوں کے نتیجہ میں طاعون کو قادیان میں کھینچ لایا اور شریر معاندین طاعون کا شکار ہوئے حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ''الدار'' کے پیچھے ہندو محلے میں طاعون سے اموات ہوتی رہیں لیکن آپؑ کے الدار میں ایک چوہا بھی طاعون سے نہیں مرا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں ایک بھی فقرہ ایسا نہیں جس سے یہ مطلب نکل سکے کہ قادیان میں ہرگز طاعون نہیں ہوگی۔ خود جس الہام کے حوالے سے معترض

(باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

رمضان کا آخری عشرہ بھی بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ اس عشرے میں دو چیزوں کی طرف مسلمان زیادہ توجہ رکھتے ہیں یا انہیں بہت اہمیت دیتے ہیں ان میں سے ایک تو لیلۃ القدر ہے اور دوسری چیز جمعۃ الوداع۔ ان میں سے ایک یعنی لیلۃ القدر تو ایک حقیقی اہمیت رکھنے والی چیز ہے لیکن جمعۃ الوداع کو تو خود ہی مسلمانوں نے یا علماء کی اپنی خودساختہ تشریح نے غلط رنگ دے دیا ہے۔

وہ گھڑی جس کی مناسبت سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے وہ قومی اتفاق واتحاد سے تعلق رکھتی ہے اور جس قوم میں سے اتحاد واتفاق مٹ جائے اس سے لیلۃ القدر بھی اٹھالی جاتی ہے

جنگ بدر میں کفّار بھی مارے گئے اور مسلمان بھی لیکن کفّار کا مارے جانا لیلۃ القدر نہیں تھا ان کی قربانیاں لیلۃ القدر نہیں تھیں لیکن مسلمانوں کا شہید ہونا لیلۃ القدر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کو مقبول قرار دیا۔

آج بڑے افسوس سے ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسلمان ممالک کی بدقسمتی ہے کہ ان میں اتفاق واتحاد نہیں رہا۔ نہ صرف اتفاق واتحاد نہیں رہا بلکہ ظلم بھی ہو رہا ہے اور پھر ظلم پر زور بھی دیا جا رہا ہے۔ پس اس اتفاق واتحاد کی کمی کا نتیجہ ہے کہ غیروں کو بھی جرأت ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جو چاہیں کریں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسرائیل بھی ظالمانہ طور پر اس وقت معصوم فلسطینیوں کو قتل کرتا چلا جا رہا ہے۔

لیلۃ القدر اس قربانی کی ساعت کا نام ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع کا سودا نہیں ہے۔ پس مقبول قربانیوں کی کوشش کرنی چاہئے۔

لیلۃ القدر کی مزید برکات سمیٹنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہمارا آپس کا اتفاق واتحاد پہلے سے بڑھ کر ہوگا اور اگر اس میں کہیں رخنے پیدا ہو رہے ہیں، دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں تو ہم فوری طور پر انہیں بھریں گے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کی مثال بن کر لیلۃ القدر کا حقیقی فیض پائیں گے۔

اس رمضان میں ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کی انفرادی رنجشیں بھی ختم کریں تاکہ انفرادی طور پر لیلۃ القدر سے فیض پاسکیں اور لیلۃ القدر کے جو پھل جو کامیابیاں، جو ترقیاں، جو انعامات جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں ان سے بھی ہم حصہ لے سکیں۔

یہ دو کام ہیں جو ہمارے ذمہ ہیں کہ اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی اونچا کریں اور اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو مٹا کر ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کریں

بہت سے غیر احمدیوں کا تو یہ خیال ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جائیں تو جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نمازیں یا جو بھی نمازیں ہیں ان کی بھی معافی مل جاتی ہے۔ اس نیت سے جمعہ پڑھنے والوں کو نہ جمعۃ الوداع کوئی فائدہ دیتا ہے نہ رمضان کوئی فائدہ دیتا ہے نہ لیلۃ القدر کا آنا ان کے لئے کوئی فائدہ ہے۔

رمضان بھی ایک عبادت ہے اور عبادت گزر انہیں کرتی۔ وہ ہمیشہ ایک حقیقی مومن کے دل میں رہتی ہے۔ پس ہمیں حقیقی مومن کی طرح رمضان کو اپنے دل میں بسانے کی ضرورت ہے۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ نیک اعمال کو اپنے دل میں سمیٹیں۔ اس رمضان میں جو نیکیاں کی ہیں وہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہیں۔ مومنین کا فرض ہے کہ ان دنوں میں جو قرآن کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی طرف توجہ رہی ہے اسے سارا سال اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے رہیں۔ سارا سال قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ سارا سال اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم کے نزول کا حقیقی مقصد تبھی پورا ہوگا جب ہم اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔

مکرم نعیم اللہ خان صاحب آف قرغزستان کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 جولائی 2014ء بمطابق 25 وفا 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 15 اگست 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

رمضان کا آخری عشرہ بھی بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ اس عشرے میں دو چیزوں کی طرف مسلمان زیادہ توجہ رکھتے ہیں یا انہیں بہت اہمیت دیتے ہیں ان میں سے ایک تو لیلۃ القدر ہے اور دوسری چیز جمعۃ الوداع۔ ان میں سے ایک یعنی لیلۃ القدر تو ایک حقیقی اہمیت رکھنے والی چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ احادیث میں اس کا مختلف روایتوں میں ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر موجود ہے لیکن جمعۃ الوداع کو تو خود ہی مسلمانوں نے یا علماء کی اپنی خودساختہ تشریح نے غلط رنگ دے دیا ہے۔ آج میں ان ہی دو باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا یا ان کی اہمیت اور حقیقت کے بارے میں مختصر ذکر کروں گا۔ آج بھی میں نے کچھ استفادہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات سے کیا ہے۔

لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف راویوں نے مختلف تاریخیں بتائی ہیں۔ کسی نے اکیس رمضان بتائی۔ کسی نے تیئس سے انتیس تک کی تاریخیں بتائیں۔ بعض اسی بات پر پکے ہیں کہ ستائیس یا انتیس لیلۃ القدر ہے۔ لیکن بہرحال عموماً اس بارے میں یہی روایت ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔

آخری دس دنوں میں، دس راتوں میں تلاش کرو۔ بہر حال لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی ایک حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خاص رات کی معین تاریخ کا بھی علم دیا گیا جس میں ایک حقیقی مومن کو قبولیت دعا کا خاص نظارہ دکھایا جاتا ہے اور دعائیں بالعموم سنی جاتی ہیں۔ لیکن روایات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ دو مسلمانوں کی ایک غلطی کی وجہ سے یہ معین تاریخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھول گئی۔ اس ساعت کا علم ہونا، اس گھڑی کا علم ہونا کوئی معمولی چیز نہیں اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قدرتی طور پر ایک خواہش پیدا ہوئی کہ اس کا جو علم خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے تو میں مومنین کی جماعت کو بھی بتاؤں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو آپ خوشی خوشی گھر سے باہر آئے تاکہ لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دیں اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں مگر جب باہر تشریف لائے تو دیکھا دو مسلمان لڑ رہے ہیں۔ آپ ان کی لڑائی اور اختلاف مٹانے میں مصروف ہوئے تو اس کی تاریخ کی طرف سے آپ کی توجہ ہٹ گئی۔ لگتا ہے کافی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں اشخاص کی صلح کرانے میں لگا یا معاملے کو سلجھانے میں لگا۔

بہر حال جب آپ دوبارہ اس طرف متوجہ ہوئے کہ میں تو لیلۃ القدر کی تاریخ بتانے آیا تھا تو آپ اس وقت تک وہ معین تاریخ بھول چکے تھے بلکہ حدیث میں 'بھلا دیا گیا' کے الفاظ بھی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھولے ہی نہیں تھے بلکہ الٰہی تصرف سے اس گھڑی کی یاد اٹھا لی گئی تھی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس جھگڑے کی وجہ سے یا اختلاف کی وجہ سے اس گھڑی کا علم اٹھا لیا گیا ہے اس لئے اب معین تو نہیں لیکن اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اس سے ایک بڑا اہم نکتہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ گھڑی جس کی مناسبت کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے وہ قومی اتحاد و اتفاق سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ ہم حدیث سنتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر وہ دونوں مسلمان نہ لڑتے تو یہ معین تاریخیں ہمیں پتا چل جاتیں۔ لیکن اس اہم بات کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے کہ وہ گھڑی جس کی مناسبت سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے وہ قومی اتفاق و اتحاد سے تعلق رکھتی ہے اور جس قوم میں سے اتحاد و اتفاق مٹ جائے اس سے لیلۃ القدر بھی اٹھا لی جاتی ہے۔

آج بڑے افسوس سے ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسلمان ممالک کی بدقسمتی ہے کہ ان میں اتفاق و اتحاد نہیں رہا۔ رعایا رعایا سے لڑ رہی ہے۔ رعایا حکومت سے بھی لڑ رہی ہے اور حکومت رعایا پر ظلم کر رہی ہے۔ گویا نہ صرف اتفاق و اتحاد نہیں رہا بلکہ ظلم بھی ہو رہا ہے۔ اور پھر ظلم پر زور بھی دیا جا رہا ہے۔ پس اس اتفاق و اتحاد کی کمی کا نتیجہ ہے کہ غیروں کو بھی جرأت ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جو چاہیں کریں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسرائیل بھی ظالمانہ طور پر اس وقت معصوم فلسطینیوں کو قتل کرتا چلا جا رہا ہے۔ اگر مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہوتا اور وہ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے ہوتے تو مسلمان ممالک کی اتنی بڑی طاقت ہے کہ پھر اس طرح ظلم نہ ہوتے۔ جنگ کے بھی کوئی اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ اسرائیل کے مقابل پر فلسطینیوں کی کوئی طاقت نہیں۔ اگر یہ کہا جاتا ہے کہ حماس والے بھی ظلم کر رہے ہیں تو مسلمان ملکوں کو ان کو بھی روکنا چاہئے۔ لیکن ان دونوں کے ظلموں کی نسبت ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص اپنے ڈنڈے سے ظلم کر رہا ہے اور دوسری طرف ایک فوج توپیں چلا کر ظلم کر رہی ہے۔ مسلمان ممالک سمجھتے ہیں (گزشتہ دنوں ترکی میں سوگ منایا گیا) کہ سوگ منا کر انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اسی طرح مغربی طاقتیں بھی اپنا کردار ادا نہیں کر رہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ دونوں طرفوں کو سختی سے روکا جاتا۔ بہر حال ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوموں اور معصوموں کو ان ظلموں سے بچائے اور امن قائم ہو۔ اسی طرح مسلمان ممالک کے اپنے اندر بھی جو ایک دوسرے کے اوپر ظلم کئے جا رہے ہیں اور فساد بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے۔ اور کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کے خون سے جو ہاتھ رنگ رہے ہیں اس سے یہ لوگ بچیں۔ آپس میں بھی اتفاق و اتحاد قائم ہو۔ اس کے بغیر نہ ان کی عبادتوں کے حق ادا ہو سکتے ہیں نہ یہ حسرت پوری ہو سکتی ہے کہ ہمیں لیلۃ القدر ملے۔ کیونکہ جب قوم میں اتفاق و اتحاد مٹ جائے، ختم ہو جائے تو لیلۃ القدر بھی اٹھا لی جاتی ہے۔ پھر صرف راتیں اور ظلمتیں ہی، اندھیرے ہی مقدر بنتے ہیں۔ ترقی رک جاتی ہے۔

لیلۃ القدر کے معنی ہیں کہ وہ رات جس میں انسان کی قسمت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال میں اس سے کیا معاملہ ہوگا۔ وہ کہاں تک بڑھے گا اور ترقی کرے گا۔ کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے اور کیا نقصان اٹھانے پڑیں گے۔ انسانی ترقی کے تمام فیصلے لَیل یعنی ظلمت میں ہی ہوتے ہیں۔ اس ترقی کی مثال جسمانی ترقی سے جوڑتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی ترقی بھی متواتر ظلمتوں میں ہوتی ہے۔ ماں کا پیٹ بھی کئی ظلمتوں کا مجموعہ ہے اور وہیں انسان کی جسمانی ترقی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر ان دنوں میں پرورش اچھی طرح نہ ہو تو بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ تو ثابت شدہ ہے کہ ماں کے ظاہری ماحول کا بچے پر اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کی خوراک وغیرہ کا بچے پر اثر ہوتا ہے۔ بچے کی اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہوگی اگر ماحول اچھا نہیں۔ یہاں تک کہ خوفزدہ ماؤں کے بچے دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے بلکہ بعض دفعہ بیرونی خوف کی وجہ سے دماغی طور پر بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ دورانِ حمل اچھی خوراک اور اچھے ماحول کا بچے کی صحت پر اچھا اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں دورانِ حمل عورت کا روزہ رکھنا جو ہے وہ ناپسند کیا گیا ہے، اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے بچے کی پرورش میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ایسے مواقع پر طلاق کو بھی ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سے جو صدمہ ہوتا ہے اس سے بھی بچے کی پرورش میں کمزوری ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں اسلام نے نکاح کو بھی ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ اس سے جذبات کے ہیجان کی وجہ سے بچے کی پرورش پر برا اثر پڑتا ہے۔

پھر اسلام نے میاں بیوی کو شیطانی خیالات سے بچنے کی دعا بھی سکھائی ہے تاکہ ایسے خیالات پیدا نہ ہوں جو آئندہ آنے والی اولاد میں بھی پیدا ہو جائیں۔ یہ دعا دونوں کریں کہ ہماری رگوں میں خون کے ساتھ جو شیطان دوڑ رہا ہے۔ (حدیث میں آتا ہے ناں کہ ہر انسان کی رگوں میں خون کے ساتھ شیطان دوڑ رہا ہے) اسے ہم سے علیحدہ کر دے تاکہ اولاد شیطان سے پاک ہو۔

پس شریعت نے بچے کی پرورش کے لئے ان دنوں میں خصوصاً احتیاط سکھائی ہے جبکہ وہ ظلمات میں ہوتا ہے، اندھیروں میں ہوتا ہے اور یہ احتیاط کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جبتک کہ ظلمات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح بچے کے ماں کے دودھ کے پینے کے دن بھی اس سلسلے کی لمبائی ہیں (وہاں تک پھیلا ہوا ہے) کیونکہ ان دنوں میں ابھی بچہ اپنی زندگی کے لئے دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ ماں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان دنوں میں بھی ماں کو روزے رکھنے کی ممانعت ہے تاکہ بچے کی پرورش اور اس کی صحت پر برا اثر نہ پڑے۔ پس جس طرح جسمانی ترقیات ظلمت میں ہوتی ہیں اسی طرح روحانی ترقیات بھی رات میں ہی ہوتی ہیں۔ ہر قوم کی روحانی ترقی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی اس قوم کی ابتدائی قربانی ہو اور اس کی ترقیات کی عمر کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ کسی بھی قوم کی عمر کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اس کی ترقیات کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص جتنا خدا کا پیارا ہو اتنے ہی اسے ابتلا پیش آتے ہیں۔ پس ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم بھی بعض جگہ ابتلا میں سے گزر رہے ہیں۔ یہ لیلۃ القدر ہی ہے۔ اس ابتلا کی وجہ سے حقیقی لیلۃ القدر کی تلاش بھی اسی شدت سے ہوتی ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ بھی اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر انسان اسی وقت جھکتا ہے جب تکلیف میں بھی ہو۔ جو تربیت اور پرورش کے دور کو پھر کامیابی سے گزارتی ہے۔ لیکن اگر اس میں ہم اپنے اتفاق و اتحاد کے معیاروں کو ضائع کرتے گئے تو لیلۃ القدر کا صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اگر اپنی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہوئے کرتے چلے جائیں گے تو کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے چلے جائیں گے۔ اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے ہوئے ایک نئی زندگی پانے والے ہوں گے ایک نئے رنگ میں ابھریں گے۔ آپس کے اتفاق و اتحاد کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قائم رکھیں گے تو ترقی کی نئی منزلیں انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔ پس یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جب اس لیلۃ القدر میں سے کامیاب گزریں گے تو ترقی کرنے اور اس میں بڑھتے چلے جانے کے فیصلے بھی غیر معمولی ہوں گے۔ فیصلے تو اللہ تعالیٰ نے کرنے ہیں، دعائیں تو اللہ تعالیٰ نے سننی ہیں، لیلۃ القدر تو اللہ تعالیٰ نے دکھانی ہے۔ پس ان باتوں کی پابندی بھی ضروری ہے جو لیلۃ القدر کے حاصل کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ پھر مطلع الفجر بھی غیر معمولی ہوتا ہے اور پھر جو دن طلوع ہوگا یہ غیر معمولی کامیابیوں کے ساتھ نظر آئے گا۔ پس لیلۃ القدر سے فیض یاب ہونے کے لئے ہمیں ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

لیلۃ القدر اس قربانی کی ساعت کا نام ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع کا سودا نہیں ہے۔ پس مقبول قربانیوں کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسلامی جنگوں میں مثلاً جنگ بدر میں کفّار بھی مارے گئے اور مسلمان بھی لیکن کفّار کا مارے جانا لیلۃ القدر نہیں تھا ان کی قربانیاں لیلۃ القدر نہیں تھیں لیکن مسلمانوں کا شہید ہونا لیلۃ القدر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کو مقبول قرار دیا۔ یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جس تکلیف کی خدا تعالیٰ کوئی قیمت مقرر نہیں کرتا وہ لیلۃ القدر نہیں ہے وہ سزا ہے عذاب ہے۔ مگر وہ تکلیف جس کے لئے خدا قیمت مقرر کرتا ہے وہ لیلۃ القدر ہے یعنی ظلمت بلا اور دکھ جس کا بدلہ دینے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے وہ لیلۃ القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ایسی ساعتیں مقرر کی ہیں جن میں وہ جو قربانیاں کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہوتی ہیں۔

یقیناً جماعت احمدیہ اس کے نظارے دیکھتی ہے اور دیکھ رہی ہے۔ بعض ملکوں میں احمدیوں کے خلاف شدید حالات ہیں۔ یہ شدید حالات جہاں ان کے لئے طلوع فجر کی خوشخبری دے رہے ہیں وہاں اس لیلۃ القدر کے نتیجہ میں دنیا کے ملک ملک اور شہر شہر میں احمدیت کے بچوں کی پیدائش ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نئی نئی جماعتیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com
وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
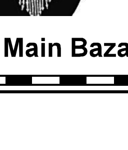
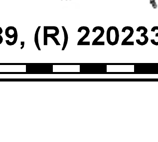
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

قائم ہوتی چلی جارہی ہیں۔ پس اس سے مزید فیضیاب ہونے کے لئے، لیلۃ القدر کی مزید برکات سمیٹنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہمارا آپس کا اتفاق واتحاد پہلے سے بڑھ کر ہوگا اور اگر اس میں کہیں رخنے پیدا ہو رہے ہیں، دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں تو ہم فوری طور پر انہیں بھریں گے۔ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی مثال بن کر لیلۃ القدر کا حقیقی فیض پائیں گے۔

پس اس رمضان میں ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کی انفرادی رنجشیں بھی ختم کریں تا کہ انفرادی طور پر لیلۃ القدر سے فیض پا سکیں اور لیلۃ القدر کے جو پھل، جو کامیابیاں، جو ترقیاں، جو انعامات جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں ان سے بھی ہم حصہ لے سکیں۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جوں جوں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بڑھ رہی ہے اسی تیزی سے دشمن بھی ہمارے لئے روکیں اور مشکلات کھڑی کرے گا اور کر رہا ہے۔ ابتلا میں ڈالنے کی کوشش کرے گا اور کر رہا ہے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ صرف چند ملکوں میں یہ محدود ہے۔ حسد کی آگ ترقی کو روکنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتی ہے اور ہر جگہ یہ کرے گی لیکن لیلۃ القدر کے آنے کی خوشخبری ہمیں ان کے بداثرات سے بچنے اور جماعتی ترقی کے لئے کی گئی دعاؤں کی قبولیت کا بھی پتا دے رہی ہے۔

پس جب تک ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے لیلۃ القدر سے بھی فیض پاتے رہیں گے۔ مومنین کا مقصد اور کوشش اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ جماعت کی ترقی کو اس اعلیٰ معراج پر دیکھیں جس کے وعدے خدا تعالیٰ نے کئے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہو کر ہمیں اس طریق سے ان ترقیات کا حصہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا ہے اور وہ طریق ان دو باتوں میں آجاتا ہے جو آپ نے اپنی بعثت کے مقصد کے بارے میں ہمیں بتائی ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ بندے کو خدا سے ملا دیا جائے اور دوسرے یہ کہ انسان کو دوسرے انسان کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا بنایا جائے۔ پس یہ دو کام ہیں جو ہمارے ذمہ ہیں کہ اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی اونچا کریں اور اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو مٹا کر ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حق ادا ہو رہے ہوں اور پھر رنجشیں بھی قائم ہوں، اختلافات بھی قائم ہوں۔

پس اس اصول پر اگر ہم چلتے رہے تو لیلۃ القدر کی حقیقت کو سمجھنے والے بھی ہوں گے اور اس کو پانے والے بھی ہوں گے۔ لیلۃ القدر کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس طرح بھی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ''لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقتِ اَصفیٰ ہے''۔ (الحکم جلد 5 نمبر 32۔ مؤرخہ 31/اگست 1901ء۔ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم (زیر سورۃ القدر) صفحہ 673 مطبوعہ ربوہ)۔ پس اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے ایسی لیلۃ القدر بھی ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہی حقیقی لیلۃ القدر ہوگی جب ہم اپنی زندگیوں کو پاک کرنے والے ہوں گے۔

دوسری بات جیسا کہ میں نے کہا جمعۃ الوداع ہے۔ اس کے بارے میں بھی عجیب عجیب تصورات راہ پا چکے ہیں۔ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی اور غلط قسم کے خیالات سے ہمیں پاک کیا اور ان خیالات سے ہمیں، ایک احمدی کو پاک ہونا چاہئے ورنہ احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سے غیر احمدیوں کا تو یہ خیال ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جائیں تو جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نمازیں یا جو بھی نمازیں ہیں ان کی بھی معافی مل جاتی ہے۔ سب فرض ادا ہو گیا۔ یعنی آج ایک خطبہ سن کر اور دو رکعت نماز پڑھ کے گویا گزشتہ سب برائیوں سے انسان پاک ہو جاتا ہے یا پاک ہو جائیں گے اور اس عرصے میں اللہ تعالیٰ کے ایک انسان پر جتنے فضل اور احسان ہوتے ہیں رمضان کا یہ آخری جمعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کا بدلہ اتر جائے گا۔ ان لوگوں کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت نعوذ باللہ ان کے ان چار سجدوں پر منحصر ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر یہ بڑا احسان کیا کہ چار سجدے کر کے اس کی الوہیت کو نعوذ باللہ قائم کر دیا۔ پس اس نیت سے جمعہ پڑھنے والوں کو نہ جمعۃ الوداع کوئی فائدہ دیتا ہے نہ رمضان کوئی فائدہ دیتا ہے نہ لیلۃ القدر کا آنا ان کے لئے کوئی فائدہ ہے۔ وہ تو دوسروں کے لئے آئے گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات بطور احسان کے ہوتے ہیں۔ ان پر عمل کر کے ہمارا ہی فائدہ ہے۔ یہ کوئی چٹّی نہیں ہے کہ اس کے نہ کرنے کے لئے حیلے بہانے تلاش کئے جائیں۔ حیلے بہانے تو ان چیزوں کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں جو بطور سزا یا جرمانے کے ہوں۔ کوئی عقلمند انسان اس چیز پر عمل نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کرتا جو اس کے فائدے کے لئے ہو۔ کون ہے جو یہ سوچ رکھتا ہے کہ اس کی اولاد نہ ہو۔ اس کی بیماریاں اچھی نہ ہوں۔ وہ یا اس کے بچے علم سے محروم رہیں۔ اس کے قریبی عزیز اور دوست سکھ اور آرام نہ پائیں۔ اس کی اولاد عزت پانے والی نہ ہو۔ یہ تو کوئی نہیں چاہتا۔ حیلے تو اس کے الٹ باتوں کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں۔ انسان حیلے یا بہانے مشکلات سے بچنے کے لئے کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے احکام سے بچنے کے لئے اگر ہم بہانے تلاش کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے احکامات کو ہم قہر، مصیبت اور دکھ سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی طرف سے آنے والی ہر بات اور اس کی ہدایات ہماری بھلائی اور ہمیں سکھ پہنچانے کے لئے ہیں۔

پس چاہئے کہ اس کے احکامات کی طرف ہم توجہ دیں۔ یہ احکامات چاہے اس کی عبادتوں کے بارے میں ہیں یا دوسرے متفرق احکامات ہیں، سب ہماری بھلائی کے لئے ہیں۔ پس کسی بھی حکم کو چٹّی سمجھنا اللہ تعالیٰ کے فیض سے اپنے آپ کو محروم کرنے والی بات ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں زندگی دینے والا اس دنیا میں بھیجنے والا خدا ہے۔ اور جو اس دنیا میں بھیجنے والا ہے اُس نے ہمارے لئے ایک مقصدِ حیات بھی رکھا ہے اور وہ ہے۔ فرمایا وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات: 51) یعنی مَیں نے جنّ اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ پس جب پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ تو یہ کسی خاص دن اور کسی خاص جمعہ سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہر نماز اور ہر جمعہ فرض ہے۔ علاوہ نوافل کے جو انسان اپنی طاقت اور حالات کے مطابق خدا تعالیٰ کا مزید قرب حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے اور خاص طور پر عبادت جو زندگی کا بنیادی مقصد ہے اُس پر تو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور پھر اس عبادت کا فائدہ ہمیں ہی ہے۔ یہ نہیں کہ عبادت بے فائدہ ہے۔ اس کا فائدہ بھی ہمیں پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت تو ہماری عبادت کے بغیر بھی قائم ہے اور قائم رہے گی۔ لیکن اگر ہم عبادت کرنے والے ہوں گے تو اس کے احسانات کے ساتھ اس کے انعامات کے بھی ہم وارث بنیں گے۔ ان سے فیض پانے والے بھی ہم ہوں گے۔ ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ ہم خالص ایمان والے اس وقت کہلائیں گے جب خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ ایک خالص مومن کے خدا تعالیٰ سے تعلقات ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ایک دوست کے۔ اور اس معاملے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دوستی کا معاملہ دوطرفہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی باتیں بھی مانی جاتی ہیں اور خلوص اور وفا سے مانی جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دوست صرف اپنی منواتا رہے اور دوسرا مانتا رہے۔ پس اس سے قبولیت دعا کی طرف بھی رہنمائی ملتی ہے۔ اس مسئلے کی طرف جو قبولیت دعا کا مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر ہم عمل کریں گے اور خالص ہو کر عمل کریں گے تو وہ بھی ہماری دعائیں سنے گا۔ دوسرے دوستی جو خالص ہو اس میں کوئی دوست اپنے دوسرے دوست کا برا نہیں چاہتا۔ اور جب دنیاداروں کی جو دوستی ہے اس میں جب دوست دوست کا برا نہیں چاہتا تو خدا تعالیٰ جو سب وفاداروں سے زیادہ وفاؤں کی قدر کرنے والا ہے وہ کس طرح اپنے دوست کا برا چاہے گا۔ پس خالص ایمان کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور برکت ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیاوی دوستی میں اگر ہم یہ دیکھتے ہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ میرا دوست میرا وفادار ہے اور اگر کوئی ایسا معاملہ کر رہا ہے جو بظاہر نقصان رساں نظر آ رہا ہے تو انسان یہی سمجھتا ہے کہ کیونکہ میرا وفادار دوست ہے اس لئے اس میں کوئی مصلحت ہوگی لیکن نتیجہ برا نہیں نکلے گا۔ مجھے نقصان پہنچانے کی میرے دوست کی نیت نہیں ہے بلکہ فائدے کی نیت ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہے لیکن جب اس کے احکام پر عمل نہ کیا جائے تو یقیناً یہی سمجھا جائے گا کہ ان کو مصیبت یا عذاب سمجھا جا رہا ہے۔ اور اگر یہ صورت ہے تو پھر یا ہماری دوستی سچی نہیں یا پھر اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اپنے اندر رحمت و شفقت کی صفات نہیں رکھتا اور ظالم اور تندخو اور سخت گیر ہے اور بلاوجہ یونہی گرفت میں لے لیتا ہے۔ دوسری بات تو بہرحال سچی نہیں۔ غلط ہے، جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بہرحال رحیم و شفیق ہستی ہے۔ ہاں ہماری دوستی کی سچائی میں کوئی نقص ہو سکتا ہے۔ کمزوری ہے تو ہمارے اپنے اندر ہے۔ ہم اس کی رحمت و شفقت کا اپنے آپ کو اہل نہیں بنا رہے۔ پس اس کی رحمت و شفقت کا اہل بنانے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رحمت اور فضل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رحمت اور فضل سمجھا جائے تو پھر اس کو وداع نہیں کیا جاتا بلکہ ان پر عمل کر کے ایمانوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اپنے اندر یہ احکامات قائم کئے جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں بٹھائے جاتے ہیں۔ بعض سرکاری حکم تو ایسے ہوتے ہیں جنہیں انسان بعض دفعہ چٹّی سمجھتا ہے یا غریب ملکوں میں، تیسری دنیا کے ملکوں میں سرکاری حکام ایسے ہیں جو قانون سے بڑھ کے بھی اپنے حکم جاری کر دیتے ہیں جو لوگوں کی تکلیف کا موجب بنتے ہیں۔ ان کا کسی جگہ میں آنا ہی لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ افسروں کے دورے جب ہوتے ہیں تو لوگ مشکل میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کرے یہ افسر نہ ہی آئے۔ اس سے کسی طرح جان چھوٹے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام ظالم حاکم کی طرح نہیں ہوتے بلکہ رحمت ہوتے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنا تباہی کی علامت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو ہر حکم رحمت لے کر آتا ہے اور بے شمار رحمتیں چھوڑ کر جاتا ہے۔ اب نماز ہے، نماز کا وقت اس لئے نہیں آتا کہ اس چٹّی سے جلدی چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ یہ بوجھ پڑ گیا ہے اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور گھر سے اسے نکال دیا جائے۔ اسی طرح رمضان ہے۔ یہ اس لئے نہیں آتا کہ ہم اسے یونہی گزار دیں۔

گردھاری لال، ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
LUTHRA JEWELLERS LJ SIGN OF PURITY
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
Since 1948

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعۡ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

روزے فرض ہیں۔ دنیا روزے رکھ رہی ہے تو ہم بھی ساتھ رکھتے چلے جائیں۔ اسی طرح دوسری عبادات ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ ماحول کیونکہ ہمیں کہہ رہا ہے اس لئے انہیں ادا کرو اور جیسے تیسے ہو ان سے جان چھڑاؤ بلکہ مومن ہمیشہ ان چیزوں کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ایک مومن ایک بار بھی سچی نماز خلوص دل سے ادا کر لیتا ہے پھر اس کے دل سے نماز نکل نہیں سکتی۔ اس کا ایک عجیب مزہ ہوتا ہے جو اس کو آئندہ نماز پڑھنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ نماز ختم کرتے ہوئے سلام کہتا ہے مگر السلام علیکم اس لئے نہیں کہ ہم جا رہے ہیں، چھٹی۔ بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے سلام کہتا ہے۔ اسی طرح مومن سے رمضان بھی نہیں جا سکتا۔ حضرت مصلح موعود نے یہاں ایک بڑا اچھا نکتہ بیان فرمایا کہ ہمارے ملک میں محاورہ ہے، اردو میں محاورہ ہے کہ روزہ رکھا۔ اب یہ بہت عمدہ محاورہ ہے کیونکہ جو روزہ گزرتا ہے اسے بھی رخصت نہیں کرتے بلکہ رکھ لیتے ہیں اور وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے پھر خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مومن سے کوئی خطا ہو جائے تو اس کے اعمال صالحہ اس کے لئے ڈھال بن کر اسے تباہی سے بچا لیتے ہیں۔ پس ہر نیکی کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ جائے نہیں بلکہ قائم رہے کیونکہ فائدہ اسی سے اٹھایا جا سکتا ہے جو باقی رہے اور دل میں قائم ہو۔ قرآن کریم میں بھی **وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ (الکھف:47)** کہہ کر بتایا گیا کہ نیک کام باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔

پس وہ رمضان جو ہم نے صالح اعمال کرتے ہوئے گزارا ہے وہ باقی ہے۔ یہ دن بیشک گزر جائیں گے لیکن جب تک وہ نیک کام ہیں جو رمضان کے نتیجہ میں ہمارے اندر قائم ہوئے تو وہ رمضان کو نہیں جانے دیں گے۔ مومن کو چاہئے کہ ہر اچھی چیز کو باقیات الصالحات بنائے۔ دن گزر جائیں مگر رمضان نہ گزرے۔ رمضان بھی ایک عبادت ہے اور عبادت گزرا نہیں کرتی۔ وہ ہمیشہ ایک حقیقی مومن کے دل میں رہتی ہے۔ پس ہمیں حقیقی مومن کی طرح رمضان کو اپنے دل میں بسانے کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک بندہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو ایک سفید نشان اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ پھر ایک اور نیک کام کرتا ہے تو ایک اور سفید نشان اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ نیکیاں کرتا رہتا ہے اور سارا دل سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو بُرے کام کرتا ہے اس کے دل پر سیاہ نشان لگتے چلے جاتے ہیں اور اگر وہ بُرے کام کرتا چلا جائے تو آخر تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

تو نیک اور بد دونوں قسم کے اعمال سمٹ کر انسان کے دل پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کو نشان لگا دیتے ہیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ نیک اعمال کو اپنے دل میں سمیٹیں۔ اس رمضان میں جو نیکیاں کی ہیں وہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے ذریعہ سے جو چیزیں ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ دلوں کو نیکیوں سے بھرنا ہی ہے۔ رمضان ہمارے لئے صرف انتیس یا تیس دن رات نہیں لایا نہ لاتا ہے۔ یہ دن رات تو دوسرے مہینوں میں بھی آتے ہیں بلکہ یہ مہینہ ہمارے لئے عبادات اور دوسرے نیک اعمال لایا ہے جن کے بجا لانے کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ انہیں اپنے دلوں میں سمیٹ لیں اور دل میں جو چیز محفوظ ہو جائے اسے کوئی دوسرا چھین نہیں سکتا جب تک کہ انسان خود اسے نکال کر ضائع نہ کر دے۔ پس ایک مومن کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جمعہ اس لئے نہیں آیا کہ ہم اس کو پڑھ کر رمضان کو وداع کر دیں یا رخصت کر دیں بلکہ اس لئے آیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس سے فائدہ اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اسے اپنے دل میں قائم کر لیں۔

جمعہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے عیدوں میں سے ایک عید قرار دیا ہے۔ اور اس دن میں احادیث کے مطابق ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے جس میں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں۔ ان سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آج کے دن ہم اس لئے مسجد میں نہیں آئے، نہ آنا چاہئے اور یہ ایک احمدی کی سوچ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کہیں کہ تو نے جو مصیبت رمضان کی صورت میں ہم پر ڈالی تھی شکر ہے وہ آج ٹل رہی ہے یا رخصت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ان مبارک گھڑیوں میں یہ دعا کریں کہ رمضان کے دن تو تین چار دن میں گزر جائیں گے لیکن اے خدا تُو رمضان کی حقیقت اور اس میں کی گئی عبادتیں اور دوسرے نیک اعمال ہمارے دل کے اندر محفوظ کر دے اور وہ ہم سے کبھی جدا نہ ہوں۔ اس لحاظ سے اگر آج ہم جمعہ کی تعریف کریں یا فیض اٹھائیں تو ہم نے آج کے جمعہ کا بڑا بابرکت استعمال کیا ہے لیکن اس جمعہ کے ساتھ یا آئندہ تین چار دن کے بعد رمضان ہم سے چلا جائے اور اس میں کی گئی نیکیاں بھی ہم بھول جائیں تو یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ دنیا میں بیٹا باپ سے، ماں بیٹے سے، بھائی بھائی سے جدا ہونے پہ خوش نہیں ہوتے بلکہ دوست حقیقی دوست عزیز ہوں، قریبی ہوں وہ بھی خوش نہیں ہوتے۔ خوشی ہمیں ہمیشہ دشمن کے جدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان کے جدا ہونے پر ایک حقیقی مومن خوش نہیں ہو سکتا۔ برکت کے جدا ہونے پر کوئی خوش نہیں ہو سکتا۔ کون ہے ایسا شخص جو برکت کے جدا ہونے پر خوش ہو؟ جو برکت کے جدا ہونے پر خوش ہو وہ بدقسمت ہی کہلا سکتا ہے اَور اس کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ پس آج ہم میں سے ہر ایک کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس دن کو ہمیشہ کے لئے ہم سے وابستہ کر دے اور ہماری کوئی گھڑی رمضان سے جدا نہ ہو۔

ہمیں ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہئے کہ رمضان کیا ہے اور اس کی حقیقت کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں جو بتایا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ مَیں نے شروع کے پہلے خطبے میں رمضان کا ذکر کیا تھا کہ **شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:186)**۔ وہ مبارک دن جن میں قرآن کا نزول ہوا رمضان کہلاتے ہیں اور جب قرآن کا نزول بند ہو جائے تو پھر وہ دن مبارک نہیں رہتے۔ وہ تو پھر منحوس دن ہو جاتے ہیں۔ پس مومنین کا فرض ہے کہ ان دنوں میں جو قرآن کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی طرف توجہ رہی ہے اسے سارا سال اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے رہیں۔ سارا سال قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ سارا سال اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم کے نزول کا حقیقی مقصد تبھی پورا ہو گا جب ہم اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔ اپنے دلوں پر نازل کر کے پھر اسے اپنے دلوں میں محفوظ کر لیں گے تاکہ زندگی کے ہر موڑ پر ہم اس سے فیض پاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جن دو باتوں کا آج میں نے ذکر کیا ہے ان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ قائم رہے۔ اس کی حقیقت کو ہم جاننے والے ہوں۔ ہماری لیلۃ القدر ہمیں کامیابیوں کی معراج پر لے جاتی رہے۔ اس کا حقیقی ادراک ہمیں حاصل ہو اور یہ جمعہ جس کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے یہ جو رمضان کا آخری جمعہ ہے اسے جمعۃ الوداع تو نہیں کہنا چاہئے، رمضان کے مہینے کا یہ آخری جمعہ ہے۔ یہ ہمیں رمضان کی برکات کو رخصت کرنے والا نہ بنائے بلکہ اس کا فیض ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہم قرآن کریم کے نزول کے مقصد کو ہمیشہ پورا کرتے چلے جانے والے ہوں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی فلسطین کے مسلمانوں کی حالت کے بارے میں ذکر کر چکا ہوں۔ دعاؤں میں خاص طور پر ان لوگوں کو بھی یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے۔ ان کو اس مشکل سے نکالے۔ نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم نعیم اللہ خان صاحب آف قرغزستان کا ہے جو 21/جولائی 2014ء کو ہارٹ اٹیک سے 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کو وسطی ایشیا جماعتوں میں بالخصوص قرغزستان میں جماعت کے قیام میں غیر معمولی خدمات بجا لانے اور نائب نیشنل صدر جماعت قرغزستان کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب لوگوں کو وہاں جانے کی تحریک کی تھی تو یہ اس وقت وہاں کاروبار کی نیت سے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے دین کا کام بھی کیا۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ جماعتی امور کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ وہاں کے نامساعد حالات کے باوجود آخر وقت تک اخلاص سے خدمت بجا لاتے رہے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، بکثرت صدقہ و خیرات کرنے والے، لازمی چندہ جات اور دوسری مالی تحریکات میں پیش پیش، غریب پرور، مخلص انسان تھے۔ خلافت سے محبت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ مبلغین سلسلہ جو وہاں جاتے رہے ان کو بعض مشکلات تھیں ان کا بھی انہوں نے بہت خیال رکھا۔ مرکزی مہمانوں کا بہت خیال رکھا۔

تمام مبلغین جن کو ان علاقوں میں خدمت کی توفیق ملی یا مل رہی ہے وہ سب اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ آپ جماعت کے لئے غیر معمولی غیرت اور جرأت رکھنے والے تھے۔ جماعت احمدیہ قرغزستان کے مشن ہاؤس کی خرید میں بھی آپ نے بہت کلیدی کردار ادا کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں ایک پاکستانی ایک رشین۔ دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ دو بیٹے ان کے رشین بیوی سے ہیں۔ رشین بیوی قرغزستان کی ہیں۔ قرغزستان سے انہوں نے بھی خط لکھا ہے اور ان کے کردار کی بڑی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے بچوں کا بیویوں کا بھی حامی و ناصر ہو اور ہمیشہ جماعت سے اور خلافت سے وابستہ رکھے۔ وہ نیکیاں جو انہوں نے جاری کی تھیں ان نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

تربیتی اجلاسات

مورخہ 28 مئی 2014 کو جامع مسجد رشی نگر کشمیر میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت محترم ناظم صاحب ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد محترم مولانا سید ناصر احمد ندیم صاحب ضلعی انچارج وقف جدید نے تربیتی موضوع پر تقریر کی۔ آخر پر محترم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب نے خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

یکم جون 2014 کو بعد نماز مغرب وعشاء جامع مسجد رشی نگر کشمیر میں زیر صدارت محترم الحاج عبد الرحمن ایتو صاحب امیر مقامی و ضلع شوپیاں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے عہد وفائے خلافت دہرایا۔ مکرم گلزار احمد گنائی صاحب نے خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ بعد ازاں خاکسار محمد مقبول حامد خادم سلسلہ نے خلافت کی ضرورت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ 16 جون کو بعد نماز مغرب وعشاء جامع مسجد رشی نگر کشمیر میں محترم رفیق احمد بیگ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم صدر صاحب نے عہد خدام الاحمدیہ دہرایا۔ بعد ازاں سید ناصر احمد ندیم صاحب نے تربیتی امور پر خطاب کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد مقبول حامد خادم سلسلہ ریشی نگر)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 17 اگست 2014 کو خاکسار کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بیٹی کا نام ''حانیہ احمد'' تجویز فرمایا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم عبد العزیز اصغر صاحب ساکن قادیان کی پوتی، مکرم عبد العظیم صاحب درویش قادیان کی پڑپوتی اور مکرم شمیم احمد فاروقی صاحب ساکن جے پور کی نواسی ہے۔ نومولودہ کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور نیک صالحہ و خادمہ دین ہونے کیلئے احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(مامون الرشید تبریز، مربی سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان)

خطبہ جمعہ

سورۃ البروج کی جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ بعینہٖ اس واقعہ کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جو گوجرانوالہ میں احمدیوں کے ساتھ ہوا

یہ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک ایسی دلیل ہے کہ اگر انصاف پسند مسلمان سورۃ البروج پر غور کریں تو احمدیوں پر ہونے والے ظلم اور خاص طور پر ایسے ظلموں کے بارے میں اپنے علماء، اپنے لیڈروں، اپنے سیاستدانوں، اپنی حکومتوں کے رویوں اور احمدیت کی مخالفت میں جو عمل یہ لوگ دکھاتے ہیں اور کرتے ہیں ان کی حقیقت کھل جائے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین کر لیں اور اس ظلم کا حصہ نہ بنیں جو ظالم لوگ یا ان کے چیلے احمدیوں پر کرتے ہیں۔

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو جماعت احمدیہ کے حق میں پوری ہو بھی رہی ہے اور پوری ہوتی بھی رہے گی۔ یہ لوگ ہلاک ہوتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی بھی ان ظلموں کے ساتھ بار بار پوری ہوتی رہے گی اور پھر یہ نہیں کہ باز آ جائیں بلکہ بار بار اپنے ظلموں کا اعادہ بھی کرتے رہیں گے۔ لیکن احمدیت کا درخت جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

گوجرانوالہ کے رہنے والوں نے 1974ء کے فسادوں میں بھی بہت قربانیاں کی تھیں اور اس کی ایک مثال قائم کی تھی۔ اور آج بھی انہوں نے قربانیوں کی ایک نئی مثال قائم کر دی۔ جس میں آٹھ ماہ کی بچی چھ سال کی بچی اور ایک عورت نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر قربانی کی ایک مثال قائم کی بلکہ ایک وجود جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا تھا جس نے ڈیڑھ دو ماہ بعد اس دنیا کو دیکھنا تھا وہ بھی ان ظالموں کی وجہ سے دنیا میں آنے سے محروم ہوا اور قربانی دے گیا۔

رمضان کے مقدس مہینہ میں عید الفطر سے چند دن قبل شر پسند معاندین احمدیت کی طرف سے گوجرانوالہ (پاکستان) میں معصوم احمدیوں کے گھروں اور دکانوں پر حملے، لوٹ مار اور آگ لگانے کی بہیمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب مرحوم اور عزیزہ حراء تبسم عمر 6 سال اور عزیزہ کائنات تبسم عمر 8 ماہ (جو مکرم محمد بوٹا صاحب کی بچیاں تھیں) کی شہادت کے دردناک واقعات کا دلگداز تذکرہ اور ان کی نماز جنازہ غائب اور متعدد زخمی احباب کے لئے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 01 راگست 2014ء بمطابق 01 ظہور 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 22 راگست 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشۡهَدُ أَنۡ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ
أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ۔
اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ۔ وَالۡيَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشۡهُوۡدٍ۔ قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ۔ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ۔ اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ۔ وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ۔ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ۔ الَّذِيۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ شَهِيۡدٌ۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِيۡقِ۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡكَبِيۡرُ۔ (البروج: آیات 1 تا 12)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ: قسم ہے بُرجوں والے آسمان کی اور موعود دن کی اور ایک گواہی دینے والے کی اور اُس کی جس کی گواہی دی جائے گی۔ ہلاک کر دیئے جائیں گے کھائیوں والے یعنی اس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ جب وہ اس کے گرد بیٹھے ہوں گے اور وہ اس پر گواہ ہوں گے جو وہ مومنوں سے کریں گے۔ اور وہ ان سے پرخاش نہیں رکھتے مگر اس بنا پر کہ وہ اللہ کامل غلبہ رکھنے والے صاحبِ حمد پر ایمان لے آئے جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب مقدر ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ بعینہٖ اس واقعہ کا نقشہ کھینچ رہی ہیں جو گوجرانوالہ میں احمدیوں کے ساتھ ہوا۔ یہ احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک ایسی دلیل ہے کہ اگر انصاف پسند مسلمان سورۃ البروج پر غور کریں تو احمدیوں پر ہونے والے ظلم اور خاص طور پر ایسے ظلموں کے بارے میں اپنے علماء، اپنے لیڈروں، اپنے سیاستدانوں، اپنی حکومتوں کے رویوں اور احمدیت کی مخالفت میں جو عمل یہ لوگ دکھاتے ہیں اور کرتے ہیں ان کی حقیقت کھل جائے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین کر لیں اور اس ظلم کا حصہ نہ بنیں جو ظالم لوگ یا ان کے چیلے احمدیوں پر کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کلام سمجھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ایک فرستادے کی ضرورت ہے۔ لیکن ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اس کی بات تو یہ لوگ بالکل سننا نہیں چاہتے اور اس لئے ظلموں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان آیات کی مختصر وضاحت مَیں یہاں کر دیتا ہوں۔

جس برجوں والے آسمان کی یہاں قسم کھائی گئی ہے اس سے مراد آسمان کے بارہ برج ہیں، ستارے ہیں سیارے ہیں جن کے بارے میں علم ہیئت والے بتاتے ہیں۔ یہاں تمثیلی رنگ میں ان روحانی برجوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کا اسلام کی تاریخ سے اہم تعلق ہے اور اس سے مراد بارہ مجدّد دین ہیں جو اسلام کے آسمان پر سورج غروب ہونے کے بعد اپنی روشنی دینے کے لئے چمکے یا کچھ عرصے کے لئے روشنی دیتے رہے۔ اس عرصے کے بارے میں احادیث بھی موجود ہیں اور پرانے علماء بھی صاد کرتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ بارہ صدیوں میں بارہ دفعہ اسلام کے تاریک زمانے یا روشنی کی کرنیں پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو لوگ بھیجے انہیں تو مسلمان مانتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالۡيَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ۔ کہ وہ دن جس کا وعدہ دیا جاتا ہے، اس کی قسم کھا کر جب تیرہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق موعود مامور بھیجا تو انکار کرنے لگ گئے۔ پہلوں کے بارے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اتنا بتایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیں گے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ حدیث نمبر 4291) لیکن اس موعود کے بارے میں خدا

تعالیٰ نے بھی علیحدہ بیان کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مختلف نشانیاں بتا کر جن میں چاند سورج گرہن کی نشانی بھی ہے اور بے شمار اَور نشانیاں بتائیں کہ وہ آئے گا، جو روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔لیکن اس کو یہ ماننے سے انکاری ہیں۔ بلکہ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے بعد بعض نے کہنا شروع کر دیا اور اب بھی بڑے زور شور سے بعض جگہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں اب کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔اس لئے کہ مولوی اور نام نہاد علماء جو ہیں ان کے منبر چھن جاتے ہیں۔اس لئے کہ ان کے علم وعقل کی قلعی کھل جاتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس زمانے میں آنے کے بارے میں اور عین پیشگوئیوں کے مطابق آنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ عجیب امر ہے اور مَیں اس کو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک 1290ھ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ مخاطبہ پا چکا تھا‘‘۔(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 208)

پھر کچھ عرصے بعد آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور آسمانی اور زمینی نشان بھی آپ کے حق میں پورے ہوئے۔ جماعت کے لٹریچر میں اس کی تفصیل موجود ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔مَیں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کی تائیدات اس بات کی گواہ ہیں کہ یہ مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس یوم الموعود کے وقت یعنی مسیح موعود کے زمانے میں اسلام کی احیاءِ نَو تو بیشک ہو گی۔اسلام کی نئی زندگی کا زمانہ تو شروع ہو گا لیکن اس کے لئے مومنوں کو، ان کو جو مسیح موعود کو مانیں گے بڑی بھاری قربانیاں دینی پڑیں گی۔فرمایا کہ قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ۔ ہلاک کر دیئے جائیں گے کھائیوں والے۔ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ۔ یعنی اس آگ والے جو بہت ایندھن والی ہے۔ اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ۔ جب وہ اس کے گرد بیٹھے ہوں گے۔ یہ مخالفین کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس طرح کی مخالفتیں ہوں گی۔لیکن یہ آگیں جو بھڑکائی بھی جائیں گی اور اس کے گرد بھی بیٹھے ہوں گے۔ یہ تو بیشک ہو گا لیکن انجام کار مخالفین اپنا بد انجام دیکھیں گے۔ وہ ہلاک کئے جائیں گے۔ بہرحال مومنوں کو لمبا عرصہ جور وستم اور بھیانک مظالم کا نشانہ بننا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کی ترقی ہم سے کچھ مطالبہ کرتی ہے اور وہ مطالبہ موت کا مطالبہ ہے۔(ماخوذ از فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10)

ان آیات میں یہی بتایا گیا ہے کہ بہت ایندھن والی آگیں تمہارے خلاف بھڑکائی جائیں گی۔ان آگوں میں بار بار ایندھن ڈالا جائے گا۔ یہ آگیں بھڑکانے والے ارد گرد بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں گے۔ یہ لوگ جنہوں نے ایسے انتظامات اپنے زعم میں کئے ہوں گے کہ گویا خندقیں کھود کر، ان مومنوں کو محدود کر کے، ہر طرف سے گھیر کر پھر آگیں جلائیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ فرما دیا کہ بیشک آگ کی تکلیفوں سے تو گزرنا پڑے گا لیکن آخر کار یہ ہر طرف سے گھیر کر مومنوں کو آگ میں جلانے کی کوشش کرنے والے خود ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔اپنے زُعم میں تو یہ آگ کے ارد گرد پہرے لگا کر بھی بیٹھے ہوں گے کہ اس آگ سے کوئی بچ کر باہر نہ نکلے۔اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں پولیس بھی ساتھ کھڑی تماشا دیکھتی رہتی ہے۔ وہ بھی نہیں کوشش کرتی کہ بچائے بلکہ حصہ بن رہی ہوتی ہے۔اور پھر یہ سب آگ بھڑکانے والے نہ صرف باہر کھڑے ہوتے ہیں بلکہ مومنوں کو جلا کر مزا لیتے ہیں۔اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ۔ یہ صرف کوئی پرانا واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشگوئی بھی ہے جو ہمیں بتا رہی ہے کہ مومنین کے مخالفین اس طرح کی آگیں بھڑکائیں گے اور پھر ان آگوں پر پہرے لگا کر بھی بیٹھیں گے۔ یہ ایک اور ثبوت ہے ہمارے سچائی کے راستے پر ہونے کا اور مومن ہونے کا اور ان مخالفین کے ان لوگوں کے زمرہ میں شامل ہونے کا جو مومنین کے خلاف آگیں بھڑکاتے ہیں۔اور پھر نہ صرف یہ کہ گھیرا ڈال کر بیٹھے ہیں کہ اس آگ سے باہر کوئی نہ نکلے بلکہ خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

مَیں کچھ تفصیلات شہداء کے حوالے سے بیان کروں گا جس میں آپ دیکھیں گے کہ عین اس کے مطابق انہوں نے کمروں کے دروازے بند کر کے پھر آگ لگائی اور کمروں میں جو دس گیارہ بچے، عورتیں اور لوگ تھے ان کو تنگ کرنے کے لئے، ان کو بتانے کے لئے کہ اب تم پھنس گئے اب باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہیں۔ انہیں پھر کھڑکیوں سے شیشوں سے طنزیہ انداز میں ہاتھ ہلاتے ہوئے اور خوشی کے نعرے لگاتے ہوئے چلے گئے۔اس واقعہ کی جو ویڈیو فلمیں ہیں ان میں بھی ان ظالموں کے چہرے سے واضح ہوتا ہے کہ بے حیائی اور بے شرمی کی ان سے انتہا ہو رہی ہے۔ بہرحال ان کے عمل، ان کے نعرے، ان کی باتیں یہ ان کی دشمنی کی انتہا ہے۔ بلکہ اس واقعہ کے دو دن بعد کی خبر تھی۔اسی علاقے کے قریب ایک دوسرے علاقے کے ایک مولوی نے اس علاقے کے لوگوں کو جمع کر کے یہ وعدہ بھی لیا ہے کہ ان احمدیوں کے ساتھ یہ تو کچھ بھی نہیں کیا گیا تم میرے سے وعدہ کرو کہ ہم اس سے بڑھ کر کریں گے اور تم میرا ساتھ دو گے۔تو یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں کہ جس کے بعد ہم کہیں کہ معصوم بچوں اور عورتوں کو شہید کر کے شاید ان کو کوئی شرم آ گئی ہو۔ایسے بھی بے شرم ہیں اور بہیمانہ سوچ رکھنے والے ظالم ہیں جو ٹوئٹر (Twitter) پر بھی (فون پر آج کل پیغام ٹوئٹ (tweet) کیا جاتا ہے) پیغام دے رہے ہیں اور اپنے تأثرات چھوڑ رہے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا بڑا اچھا ہوا اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ۔ اور افسوس یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر ہو رہا ہے۔

اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ۔ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ مستقل بیٹھے رہیں گے۔ یہ عذاب دینے کی تدبیریں لمبی کرنے کی کوشش کریں گے۔ قُعُوۡد کا مطلب بیٹھنا ہے اور ’کسی چیز پر بیٹھے رہنا‘ یہ بھی محاورہ ہے کہ لمبے عرصہ تک کوئی کام کرتے چلے جانا۔

پس ان کے جھوٹ فریب اور تکلیفوں کا یہ سلسلہ جو ہے یہ تو چل ہی رہا ہے اور شاید لمبا چلتا رہے گا کیونکہ مخالفین تو پیدا ہوتے رہیں گے۔اور یہ لوگ کوشش کرتے چلے جائیں گے کہ اس کو چلاتے رہیں۔لیکن اس کی کوئی ایک انتہا بھی ہے اور وہ انتہا یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر دی کہ تم بھی چلتے جاؤ اور آخر کار ہو گا کیا؟ تم خود اس آگ سے ہلاک کئے جاؤ گے۔خود اس آگ میں ڈالے جاؤ گے۔

ان کے علماء بھی جانتے ہیں کہ وہ جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو رد کر سکیں سوائے اس کے کہ جھوٹی باتیں بنائی جائیں، آپ کی کتابوں میں سے توڑ مروڑ کر واقعات پیش کئے جائیں، اقتباسات لئے جائیں۔لیکن مخالفت نے انہیں اندھا کر دیا ہے۔ یہ کرتے چلے جا رہے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے۔ وہ آگیں بھڑکانے میں عوام الناس کو بھی اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں۔ پس یہ آگیں کبھی تو حقیقی رنگ میں یہ بھڑکاتے ہیں اور مومنوں کو جلانے کی کوشش کرتے ہیں۔کہیں اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں کہیں ناکام رہتے ہیں۔اور پھر کبھی کیا بلکہ یہ تو مستقل ہی ہے کہ احمدیت کی مخالفت کی جو آگ ہے وہ یہ ہر طرف بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

آجکل انہوں نے پاکستان کے ہر شہر اور ہر گلی میں جھوٹ کے پلندوں پر مشتمل احمدیت مخالف اشتہار لگائے ہوئے ہیں اور یہ سرکاری عمارتوں پر بھی حتی کہ ہائیکورٹ کی عمارتوں پر بھی لگے ہوئے ہیں۔اور ایسی غلط باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی ہیں یا جماعت کے عقائد کی طرف یہ لوگ منسوب کرتے ہیں کہ جس کی انتہا کوئی نہیں اور یہ باتیں منسوب کر کے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ایسی باتیں جن کا جماعت کے عقائد سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ان کی انہی مخالفتوں کی وجہ سے جماعت کو تسلی دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے‘‘۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس بیشک افراد کو تو قربانیاں دینی پڑیں گی لیکن یہ جماعت کا جو درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے لگایا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھتا پھلتا اور پھولتا رہے گا انشاء اللہ۔ اور یہ آگیں بھڑکانے والے خود اپنے آپ کو اسی آگ میں جلتا دیکھیں گے یا کسی اور ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا۔

قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو جماعت احمدیہ کے حق میں پوری ہو بھی رہی ہے اور پوری ہوتی بھی رہے گی۔ یہ لوگ ہلاک ہوتے رہیں گے۔ پس یہ پیشگوئی بھی ان ظلموں کے ساتھ بار بار پوری ہوتی رہے گی اور پھر یہ نہیں کہ باز آ جائیں بلکہ بار بار اپنے ظلموں کا اعادہ بھی کرتے رہیں گے۔لیکن احمدیت کا درخت جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے یہ بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ 125 سالہ جماعت احمدیہ کی تاریخ اور یہ ترقی جو ہو رہی ہے اس سے اب ان کو یہ سبق لے لینا چاہئے کہ یہ انسانی کام نہیں ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔اور خدا تعالیٰ کے کام میں دخل اندازی کر کے اسے روکنے کی کوشش کر کے یہ سوائے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے اور کچھ نہیں لے رہے۔ یہ جانتے ہیں کہ غلط کرتے ہیں یا قرآن کریم بھی ان کی تائید نہیں کرتا، اللہ کے رسول کی کوئی بات ان کی تائید نہیں کرتی۔

میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو واقعات بیان کرتا رہا ہوں، ان میں بھی اور اب بھی جو لوگ حق کو پہچان کر بیعت میں شامل ہوتے ہیں ان کے واقعات میں بھی یہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ لوگ جو نام نہاد علماء ہیں یہ کہتے ہیں کہ قادیانیوں سے صرف قرآن کی بنیاد پر بات نہ کرو۔ اپنے لوگوں کو، اپنے عوام الناس کو ان

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

علماء نے یہ پٹی پڑھائی ہے، یہ سبق سکھاتے ہیں کہ قرآن کی بنیاد پر ان سے بات نہ کرو۔ اس سے تو یہ لوگ وفات مسیح بھی ثابت کر دیں گے۔ ختم نبوت کی جو تعریف یہ کرتے ہیں وہ بھی ثابت کر دیں گے۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ثابت کر دیں گے بلکہ اب تو ان کا یہ کہنا ہے کہ ان کی باتیں ہی نہ سنو اور ان سے بالکل بات ہی نہ کرو۔ اس لئے کہ ان کو پتا ہے کہ دلیل کی رو سے ان کے پاس کچھ نہیں۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور ضد اور ہٹ دھرمی میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی مطلب نکالتے رہیں یا اپنی مرضی کے جتنے مرضی مطالب نکالتے رہیں۔ غلط تعلیم اور نظریات سے انہوں نے عوام الناس کو بیوقوف بنایا ہوا ہے اور اب اس زعم میں ظلم کرتے ہیں اور کرواتے ہیں کہ اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

حکومت کا جو میڈیا یا ٹی وی چینل ہے اس کا یہ حال ہے کہ گزشتہ دنوں ایک مولوی صاحب آئے ہوئے تھے بغیر احمدیوں کا نام لئے انہوں نے یہ کہا۔ اپنی طرف سے تو وہ اپنی عوام کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن زیادہ زور ان کا اس بات پر تھا کہ یہ جو اقلیت ہے اس کو بھی اکثریت کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ اب یہ خود ہی مارتے ہیں۔ خود ہی اس پر الزام لگاتے ہیں۔ خود ہی منصف بنتے ہیں۔ خود ہی فیصلے کرتے ہیں اور پھر خود ہی سزائیں دیتے ہیں۔ بہرحال ان لوگوں کے پاس کیونکہ ایک منبر ہے اور مولویوں کے پاس ایک سٹریٹ پاور (street power) بھی ہے۔ یا خود سیاستدانوں نے اب اپنی سیاست اسی میں سمجھی ہے کہ احمدیوں کی مخالفت کی جائے، اس لئے حکومت جو ہے وہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتی ہے۔ ان کو یہ نہیں پتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام کیا رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَلَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا۔ پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب دیتے ہیں یا دینے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے خلاف آگیں بھڑکاتے ہیں، پھر اس پر پہرے لگاتے ہیں کہ ان کو کوئی بچانے والا نہ آ جائے تو ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ یہ لوگ تو ظاہری آگ اور چھپی ہوئی آگ بھی بھڑکاتے ہیں تاکہ جو لوگ ان کے ساتھی ہیں، ان کے ہمنوا ہیں وہ ہر طریقے سے مومنوں کو عذاب میں ڈالنے کی کوشش کریں اور کرتے رہیں۔ آجکل یہ فتنہ اور چھپی ہوئی آگ اس طرح بھی بھڑکائی جاتی ہے کہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم احمدی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے یا آپؐ کی ہم توہین کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا الزام ہے جو ہمارے دلوں کو سخت تکلیف پہنچانے والا الزام ہے۔ حالانکہ احمدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جلال کے اظہار کے لئے دنیا کے کونے کونے میں دن رات مصروف ہیں۔ جہاں کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ ہو احمدی سب سے پہلے اس حملے کا جواب دینے کے لئے وہاں موجود ہوتا ہے۔ پس ہم تو وہ ہیں جو اپنی موت قبول کر سکتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے معمولی سے لفظ کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو ہمارے عمل ہیں وہ کیا ہیں اور وہ جانتا ہے کہ جو ہمارے دل میں ہے وہ کیا ہے۔ اس میں تضاد نہیں ہے۔ یونہی تو نعوذ باللہ ایک جھوٹے کی جماعت کو باوجود تمام دنیا کی مخالفت کے وہ ترقی پہ ترقی نہیں دے رہا۔ وہ جانتا ہے کہ اُس کی جماعت ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُس نے اِس کو ترقی دینی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے مومنوں کو جو میرے جاہ وجلال اور توحید کے قیام کے لئے اور میرے آخری نبی کی عزت وجلال کو قائم کرنے کے لئے صبح شام لگے ہوئے ہیں انہیں فتنے میں ڈالنے اور تکلیف دینے والوں، ان کے بدنوں کو جلانے والوں یا ان کے گھروں کو جلانے والوں یا جھوٹی باتیں ان کی طرف منسوب کر کے ان کے دلوں کو جلانے والوں کو مَیں چھوڑوں گا نہیں۔ ان کو یقیناً جہنم کی آگ میں ڈالوں گا سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے اور معاف کر دیتا ہے۔ لیکن اگر توبہ نہیں کرتے تو یاد رکھیں فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَلَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ۔ جس طرح انہوں نے مؤمنوں کے دلوں کو جلایا یا ان کے بدنوں کو جلایا یا ان کے گھروں کو جلایا یا کوشش کرتے رہتے ہیں اور کبھی کامیابی ہوئی، کبھی نہیں ہوئی۔ اسی طرح انہیں بھی عذاب دیا جائے گا۔ لیکن ایسے ظلم کرنے والوں کا عذاب دو طرح کا ہوگا۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ جلنے کا عذاب بھی اور جہنم کا عذاب بھی۔ ہمارے دلوں کو تو یہ لوگ جھوٹے الزام لگا کر، اس ہستی کے بارے میں جو ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ پیارا ہے ہماری طرف جھوٹ منسوب کر کے دلوں کو جلانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان کے دل تو اس وقت اس سچائی کو دیکھ کر حسد کی آگ میں جل رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کیوں ترقی کر رہی ہے۔ کیوں ہماری تمام تر مخالفت کے باوجود جماعت کا ہر فرد اپنے ایمان پر قائم ہے۔ کیوں ان کا ہر بچہ بوڑھا مرد اور عورت ہمارے سے خوف نہیں کھاتا اور ہمارے ظلموں کا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کیوں کر رہا ہے؟ گوجرانوالہ کے رہنے والوں نے 1974ء کے فسادوں میں بھی بہت قربانیاں کی تھیں اور اس کی ایک مثال قائم کی تھی۔ اور آج بھی انہوں نے قربانیوں کی ایک نئی مثال قائم کر دی۔ جس میں آٹھ ماہ کی بچی، چھ سال کی بچی اور ایک عورت نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر قربانی کی ایک مثال قائم کی بلکہ ایک وجود جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا تھا جس نے ڈیڑھ دو ماہ بعد اس دنیا کو دیکھنا تھا وہ بھی ان ظالموں کی وجہ سے دنیا میں آنے سے محروم ہوا اور قربانی دے کے گیا۔

بہرحال ان ظالموں اور آگیں لگانے والوں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا اور ساتھ ہی ایمان لانے والوں کو بھی ان قربانیوں کے بدلے میں انعامات کی تسلی کروا کر فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡکَبِیۡرُ۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ دشمنوں نے تو آگوں کا سلسلہ شروع کیا اور اس کی نگرانی کرتے رہے کہ یہ نہ بجھیں۔ جیسا کہ ہماری رپورٹس میں بھی ذکر آتا ہے کہ فائر بریگیڈ والوں کو بھی انہوں نے روک دیا اور پتھر مارنے شروع کر دیئے کہ آگ بجھانے کے لئے آگے نہیں جانا۔ اسی طرح ایمبولینس کو بھی مریضوں کو نکالنے سے روک دیا اور سامنے کھڑے ہو گئے اور ناچتے رہے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان مظلوموں کے لئے میں نے ایسی جنت تیار کی ہوئی ہے جس کے باغ ایسے ہیں جن کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ جن کے سائے ٹھنڈے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب چاہا پانی پی کر اپنے گلوں اور جسموں کو تازہ کر لیا۔ دشمن نے تو آگ کی تپش دینے کی کوشش کی تھی۔ جنت میں تو ٹھنڈے سائے ہیں۔ دھوپ کی تپش بھی انہیں نہیں پہنچے گی۔ دشمن نے تو معصوم بچوں اور بیمار عورت کے گلے دھوئیں سے چوک (chock) کرنے کی کوشش کی تھی یا خشک کرنے کی کوشش کی تھی اور پانی سے محروم رکھا تھا کہ اس طرح سانس گھٹ کے مر جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ان کے لئے کھلی فضا اور ٹھنڈا پانی مہیا کرے گا جہاں ان کے گلے اور جسم ہر وقت تر و تازہ رہیں گے۔

پس یہ واضح فرق ہے آگیں لگانے والوں کے انجام کا اور مظلوموں اور مومنوں کے انجام کا۔ ہم ان ظلموں کے خلاف مدد کے لئے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے تھے آج بھی اس کے آگے جھکتے ہیں۔ ان آیات میں اس عورت کے بھی سوال کا جواب آ گیا جس نے اس واقعہ کے بعد کچھ دنوں پہلے مجھے جرمنی سے لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو الہام ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ یا مجھے مت ڈراؤ آگ میری غلام بلکہ میرے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 324 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اس عورت نے آگے کوئی بات تو نہیں لکھی لیکن مطلب یہی لگ رہا تھا کہ پھر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟

پہلی بات تو یہ کہ اپنا ایمان مضبوط رکھیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے بتا دیا تھا کہ یوں ہوگا جیسا کہ ان آیات میں مَیں نے اس کی تفصیل بتائی کہ یہ ہوگا۔ یہ آیات اس بارے میں بڑی واضح ہیں۔ اور الہام کا یہ بھی مطلب ہے کہ اس سے ہم ڈرنے والے نہیں ہیں۔ یہ لوگ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے آگیں بھڑکائیں گے۔ یقیناً بھڑکائیں گے لیکن جو مقصد ان آگوں سے یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ مقصد تو یہی ہے کہ آگیں لگا کر احمدیوں کو احمدیت سے برگشتہ کرو۔ آگ کے عذاب سے جو یہ لوگ بھڑکاتے ہیں اس سے احمدیوں کو ڈرانے کی کوشش کرو۔ لیکن کیا کسی حقیقی مومن کا ان باتوں سے ایمان ضائع ہوا؟ کبھی نہیں۔ ہاں ان آگوں نے غلام بن کر مومنوں کو ترقی کے راستے ضرور دکھائے۔ اس کے دروازے ضرور کھولے اور ان کے ایمان کو مضبوط کیا۔ اس آگ کی وجہ سے اگر ظاہری نقصان ہوا تو وہ بھی کھاد بن کر جماعت کی ترقی اور تعارف کے ایسے دروازے کھولنے والا بن گیا کہ حیرت ہوتی ہے اور پھر بہت دفعہ ایسا بھی ہوا کہ دشمن اپنی کارروائی میں ناکام بھی ہوا جیسا کہ مَیں نے کہا۔

پس ہر صورت میں جب نتائج اللہ تعالیٰ کی تائید کا پتا دے رہے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بات کے مختلف پہلو ہیں۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی۔ لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان آگوں کے بھڑکانے کے نتیجے میں آگ بھڑکانے والوں کو تو میں جلنے کا عذاب بھی دوں گا اور جہنم کا عذاب بھی دوں گا لیکن آگ سے نقصان پہنچنے والے مومنین کے لئے تو ٹھنڈی سائے دار جنتیں ہیں۔ یہ معصوم بچے جنہوں نے جان دی۔ یہ تو ویسے ہی جنتی ہوتے ہیں ان کی اس قربانی نے تو انہیں خدا تعالیٰ کا مزید پیارا بنا دیا۔ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے پیار کی آغوش میں لے لیا۔ الہام میں یہ تو کہیں نہیں کہا گیا تھا کہ آگ احمدیوں کے لئے کوئی نشانی کے طور پر ہے اور یا یہ عذاب ہے دوسروں کے لئے اور یہ اس عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ کوئی ایسی نشانی نہیں بتائی گئی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ آگ سے ہم ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہاں بعض دفعہ ظاہری طور پر بھی پوری ہوتی ہے باطنی طور پر بھی پوری ہوتی ہے۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیۡن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-16522243-0794 , 2248-5222
رہائش:: 2237-8468 ,2237-0471

کہیں آگیں بجھ بھی جاتی ہیں کہیں نقصان بھی پہنچائے گئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کفار کے لئے جو عذاب مقدر تھا وہ جنگ کا عذاب تھا۔ دوسرے تو کوئی عذاب ان کو نہیں آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہی عذاب ان کے لئے مقدر تھا اور اسی سے وہ تباہ ہوئے اور ان کا زور ٹوٹا۔ لیکن کیا ان جنگوں میں مسلمان شہید نہیں ہوئے؟ یقینا ہوئے۔ لیکن جہاں کفار کے مرنے کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ جہنمی ہوئے وہاں مسلمانوں کی موت کو فرمایا کہ انہیں مردہ نہ کہو بلکہ یہ زندہ ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور ہر روز نئے سے نئے رزق سے فیض اٹھا رہے ہیں۔

پس ہمارے یہ شہداء بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں جنتوں میں پھر رہے ہیں۔ اور یہ بھی شاید احمدیت کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ تمام قربانی کرنے والیاں، عورت اور بچیاں ہی ہیں۔ کوئی مرد اِن میں شامل نہیں۔ پس ان معصوموں کی قربانیاں ان ظالموں کی جہنموں کو قریب تر لا رہی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ یہ موتیں سانس رکنے سے ہوئی ہیں کسی کو جلنے کے زخم نہیں آئے۔ باوجود اس کے کہ جو ظالم لوگ تھے بار بار آگ کے سامان کر رہے تھے اور مختلف قسم کا ایندھن یا ٹوٹا ہوا سامان، بالٹیاں، گھر کا فرنیچر وغیرہ جس کو یہ لوٹ نہیں سکتے تھے یا لوٹ کے لے جانا نہیں چاہتے تھے، (باقی قیمتی سامان تو لوٹ کے لے گئے)، اس کو بار بار آگ میں ڈالتے تھے تاکہ آگ کبھی نہ بجھے۔ اب اس واقعہ کی جو رپورٹ ہے، کچھ کوائف ہیں وہ بھی میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔

ان شہداء میں جو خاتون شہید ہوئی ہیں ان کا نام بشریٰ بیگم صاحبہ تھا جو اہلیہ تھیں مکرم منیر احمد صاحب مرحوم کی۔ بچیاں جو ہیں وہ عزیزہ حراء تبسم بنت مکرم محمد بوٹا صاحب اور کائنات تبسم بنت مکرم محمد بوٹا صاحب۔

اس واقعہ کو ویسے تو تمام لوگوں نے سن ہی لیا ہے۔ مختلف جگہوں پر آ چکا ہے لیکن پھر بھی میں بیان کر دیتا ہوں کہ 27/جولائی 2014ء کو پکی پمپ والی عرفات کالونی گوجرانوالہ میں مخالفین احمدیت شدت پسندوں نے احمدی احباب کے گھروں پر حملہ کیا۔ گھروں کو آگ لگا دی جس کے نتیجہ میں جیسا کہ میں نے بتایا بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ منیر احمد صاحب مرحوم عمر 55 سال اور دو کم سن بچیاں عزیزہ حراء تبسم عمر 6 سال اور عزیزہ کائنات تبسم عمر 8 ماہ جو محمد بوٹا صاحب کی بچیاں تھیں شہید ہوئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ تفصیلات اس کی یہ ہیں کہ وقوعہ کے روز شہید مرحومہ کے ایک بیٹے مکرم محمد احمد صاحب افطاری کے بعد ایک قریبی کلینک پر دوائی لینے گئے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ان کے چچا زاد وقاص احمد کو بعض لوگوں نے روکا ہوا ہے۔ ان کے پوچھنے پر کہ کیا معاملہ ہے؟ ان لوگوں نے ان سے بھی بدکلامی شروع کر دی اور الزام عائد کیا کہ آپ کے ایک نوجوان نے فیس بُک (facebook) پر خانہ کعبہ کی تصویر کی توہین کی ہے۔ نعوذ باللہ۔ جس پر انہوں نے کہا کہ ہم تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ ایک سوچی سمجھی سکیم تھی۔ بہرحال فوراً ہی وہ لوگ جو دشمن تھے مارکٹائی پر آمادہ ہو گئے اور شیشے کی بوتلیں توڑ کر مارنے لگے جس پر محمد احمد صاحب نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر فوری طور پر بذریعہ فون اپنے بھائی محمد بوٹا صاحب کو دکان سے اور چچا خلیل احمد صاحب کو گھر سے موقع پر بلایا جنہوں نے آ کر معاملہ رفع دفع کرانے کی کوشش کی۔ اس دوران خلیل احمد صاحب ٹوٹی بوتل لگنے سے زخمی بھی ہو گئے۔ بہرحال وقتی طور پر یہ معاملہ ختم ہو گیا۔ گھر آ گئے اور اپنے بھائی کو گھر چھوڑ کے سروس سٹیشن جو ان کی دکان تھی وہاں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ ڈاکٹر صاحب جن کی کلینک کے سامنے یہ معاملہ ہوا تھا۔ انہوں نے محمد بوٹا اور فضل احمد صاحب کو فون کر کے بتایا کہ یہاں لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں اور جلوس کی شکل اختیار کر کے آپ لوگوں کے گھروں پر حملہ کی غرض سے آ رہے ہیں۔ اسی طرح انجمن تاجران کی طرف سے بھی اعلان کیا گیا کہ لوگ اکٹھے ہو جائیں اور دکانیں بند کر دیں۔ جس نے دکان بند نہ کی وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ باقاعدہ planning تھی۔ اور یہ سارا کام جیسا کہ میں نے کہا منصوبہ بندی کے ساتھ شروع ہوا۔ اس علاقے میں قریب قریب مختلف گلیوں میں اٹھارہ احمدی احباب کے گھر ہیں۔ اس اطلاع کے ملتے ہی پندرہ احمدی گھرانوں کے احباب و خواتین تو اپنے گھروں سے نکل گئے۔ تاہم محمد بوٹا صاحب اور دیگر دو گھروں محمد اشرف صاحب صدر جماعت اور ان کے بھائی کی فیملیز ابھی گھر میں تھیں کہ جلوس نے رات تقریباً ساڑھے آٹھ بجے حملہ کر دیا اور احمدی گھروں کے قریب آ کر شدید نعرے بازی کی۔ فائرنگ بھی کی اور ساتھ ہی گھروں کے بند دروازوں کو توڑنا بھی شروع کر دیا۔ اب اس کے بارے میں بھی پولیس نے غلط رپورٹ اخباروں کو دی ہے کہ دونوں طرف سے فائرنگ ہوئی۔ حالانکہ فائرنگ صرف ان مخالفین نے کی تھی۔ جماعت کی طرف سے کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ ان لوگوں نے منصوبہ بندی کے ساتھ ہر طرف سے ایک ساتھ حملہ کیا۔ اس علاقے میں شیعہ حضرات کی بہت زیادہ تعداد آباد ہے۔ ویسے تو شیعہ بہت باتیں کرتے ہیں لیکن انہوں نے بھی اُس وقت ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا بلکہ بڑھ چڑھ کے دیا۔

اس واقعہ کے بعد صدر جماعت نے فوری طور پر ایس ایچ او پیپلز کالونی کو مطلع کیا جس پر اس نے کہا کہ مَیں خود پولیس نفری کے ساتھ موقع پر موجود ہوں اور مَیں حملہ آوروں کو مذاکرات کے لئے اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔ بہرحال حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کو ساتھ لے کر نہیں گیا اور اس دوران شدت پسندوں نے دوبارہ حملہ کر دیا جو اسلحہ اور دروازے اور دیواریں توڑنے والے ہتھوڑوں گینتیوں سے لیس تھے۔ ہتھوڑے اور گینتیاں اور اسلحہ سب کچھ ان حملہ آوروں کے پاس تھا۔ ان کے ساتھ اور مجمع بھی آ کے شامل ہو گیا۔ آتے ہی انہوں نے پہلے بجلی کے میٹر توڑے، تاریں کاٹیں۔ بہرحال حالات کی سنگینی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ صدر صاحب اور ان کے بھائی کی فیملیز نے چھت کے ذریعہ غیر از جماعت ہمسایہ جو کہ اہل قرآن ہے ان کے گھر پناہ لی۔ وہ شریف آدمی تھے انہوں نے پناہ دے دی۔ جبکہ محمد بوٹا صاحب اور ان کے بھائی فضل احمد صاحب کی فیملیز اپنے ہی مکان کی بالائی منزل پر ایک کمرے میں جا کر محبوس ہو گئیں۔ اتنی دیر میں شدت پسندوں نے گھر کے اندر داخل ہو کر بالائی منزل کے اس کمرے کا دروازہ توڑنے کی کوشش کی جہاں یہ گیارہ خواتین و بچے بند تھے۔ جب دروازہ نہ ٹوٹا تو انہوں نے کمرے کے لاک میں ایلفی ڈال دی تاکہ اندر سے بھی دروازہ نہ کھلے اور سِیل ہو جائے۔ کمرے کی کھڑکی کے شیشے توڑ دیئے اور پلاسٹک کا سامان اور دیگر اشیاء اکٹھی کر کے عین دروازے اور کھڑکی کے باہر آگ لگا دی۔ اس آگ کا زہریلا دھواں دروازے کے نیچے سے اور ٹوٹی ہوئی کھڑکی سے کمرے میں بھر گیا اور ان ظالم شدت پسندوں نے آگ لگانے کے بعد اس کھڑکی سے ہاتھ ہلا کر وہاں کے اندر رہنے والوں کو استہزائیہ رنگ میں الوداع کہا اور چلے گئے۔ جس میں گیارہ احمدی خواتین اور بچے بند تھے۔ بہرحال دھوئیں کی وجہ سے سانس رکنے کی وجہ سے بشریٰ بیگم صاحبہ اور ان کی دو پوتیاں حراء تبسم اور کائنات تبسم شہید ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ حملہ آور اس قدر مشتعل تھے کہ انہوں نے موقع پر زخمیوں کو اٹھانے اور آگ بجھانے کے لئے آنے والی ہسپتال کی ایمبولینس اور ایک دوسری ایمرجینسی ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کو بھی موقع سے بھگا دیا اور تمام شدت پسند گھروں کو آگ لگاتے رہے، جلاتے رہے اور ساتھ ناچتے بھی رہے۔ جبکہ پولیس یہ ساری کارروائی موقع پر خاموش تماشائی کی طرح کھڑی دیکھتی رہی اور کسی طرح بھی مشتعل افراد کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ میڈیا نے بھی بڑی دیر کے بعد آ کر اس کی کوریج شروع کی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف صاحب نے بھی اس واقعہ کا نوٹس لیا جب شدت پسند اپنا کام ختم کر چکے تھے۔

اس سانحہ میں شہید ہونے والی مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم میاں شہاب الدین صاحب آف لودھی ننگل کے ذریعہ ہوا تھا جن کو خلافت ثانیہ میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ یہ لوگ تو سیالکوٹ چلے گئے تھے، ان کی شادی گوجرانوالہ میں منیر احمد صاحب کے ساتھ ہوئی۔ پھر یہ 1976ء میں یہاں آ گئیں۔ ان کے خاوند منیر احمد صاحب بھی چھ ماہ قبل وفات پا گئے تھے۔ دیگر دونوں شہداء حراء تبسم اور کائنات تبسم ان کی پوتیاں تھیں۔ یہ شہید مرحومہ جو تھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار، تلاوت کرنے والی، نہایت ملنسار، ہمدرد، مہمان نواز، اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔ جانوروں اور پرندوں کو دانہ اور خوراک وغیرہ ڈالنا ان کا روزانہ کا معمول تھا اور باوجود اس کے کہ کوئی عہدہ نہیں تھا لیکن جب بھی اور جہاں بھی جماعتی خدمت کی ضرورت ہوتی فوراً پیش پیش ہوتیں۔ شہادت کے وقت میں ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی اور کانوں میں بالیاں کے علاوہ کچھ نقدی بھی تھی۔ شاید انہوں نے اس لئے لے لی ہوگی کہ اب شاید یہاں سے جانا پڑے تو کچھ پیسے ہوں۔ لیکن اس دوران میں ہی سانس رکنے سے ان کی موت ہو گئی۔ تو جب پوسٹ مارٹم کے لئے لے جایا گیا تو ان ظالموں نے ان میں سے بھی کچھ چیزیں لُوٹ لیں۔ شہادت سے ایک روز قبل انہوں نے محلے میں افطاری بھی کروائی تھی اور شہید ہونے والی پوتی حراء تبسم نے گھروں میں جا کے افطاری تقسیم کی تھی۔

محمد بوٹا صاحب جن کی والدہ اور دونوں بیٹیاں شہید ہوئی ہیں، سعودی عرب میں بھی رہے تھے۔ وہاں سے پھر حالات کی وجہ سے واپس پاکستان آ گئے۔ اب پاکستان آ کر انہوں نے گاڑیوں کی سروس سٹیشن کا کام شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کافی اچھا تھا۔ ان کے بھائی فضل احمد صاحب بھی جنریٹر کرائے پر دینے کا کام کرتے تھے۔ اچھا کاروبار تھا اور یہ بھی وہاں کے لوگوں کے حسد کی ایک وجہ تھی۔

امیر صاحب گوجرانوالہ نے بتایا کہ ساری فیملی بڑی شریف النفس، بڑی مخلص اور جماعتی غیرت رکھنے والی ہے۔ جس علاقے میں یہ لوگ آباد ہیں یہ حلقہ بھی انہی کی وجہ سے یہاں بنا تھا اور انہوں نے وہاں نماز سینٹر بھی بنایا ہوا تھا۔ چندہ جات اور دیگر جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ ہر طرح سے ہر وقت جماعت کے ساتھ تعاون اور اطاعت میں پیش پیش تھے۔ شہید مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹے تو یہی محمد بوٹا صاحب ہیں جن کی دو بیٹیاں شہید ہوئی ہیں اور جو دو بچیاں ہیں ان کے پسماندگان میں والدہ

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

والداور پانچ سال کاایک بھائی عطاء الواسع ہے اور ایک بہن عزیزہ سدرۃ النُور تین سال کی ہے۔

امیر صاحب گوجرانوالہ مزید یہ بھی لکھتے ہیں کہ 27/جولائی اتوار کے دن ساڑھے نو بجے تقریباً چار سو یا پانچ سو افراد نے احباب جماعت احمدیہ حلقہ پکی پمپ والی کے گھروں پر حملہ کردیا۔ شر پسندوں نے فیس بک پر کسی قابل اعتراض تصویر کو احمدی خادم مکرم عاقب سلیم صاحب ولد مکرم محمد سلیم صاحب کی طرف منسوب کیا اور اسی کو بنیاد بناتے ہوئے لوگوں کو اکٹھا کر کے فساد پھیلایا جبکہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے۔ مشتعل افراد نے ان کے علاوہ جو جہاں شہید ہوئے ہیں مزید چھ گھروں کو آگ لگائی اور ان کا سامان لوٹا۔ متاثرہ افراد کی نزدیک ہی دکانیں بھی تھیں جن پر حملہ کیا اور ان کے ویلڈنگ پلانٹ اور ہیوی جنریٹر، لوہے کے گارڈر اور عمارتی سامان جس کا کاروبار تھا وہ سب لوٹ لیا۔

سانحہ گوجرانوالہ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ محمد بوٹا صاحب کے بھائی مکرم فضل احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ حمیرہ فضل صاحبہ مع بچگان، بیٹی عطیۃ البصیر عمر تین سال واقفہ نو، ثمر منیب عمر ایک سال اور طلحہ انصر بعمر ایک ماہ کے علاوہ محمد بوٹا صاحب کی ہمشیرہ مکرمہ مبشرہ جری صاحبہ اہلیہ مکرم جری اللہ صاحب آف قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ جو انہیں ملنے کے لئے آئی ہوئی تھیں زخمی ہوگئیں۔ مبشرہ صاحبہ سات ماہ کی حاملہ تھیں جو وضع حمل اور عید کرنے کی غرض سے اپنی والدہ کے پاس آئی ہوئی تھیں۔ جس بچے کے ضائع ہونے کا بتایا وہ ان کا بچہ تھا جن کو پھر ربوہ میں بھجوایا گیا اور وہاں ان کا آپریشن کیا گیا۔ اس وقت ان کی طبیعت کافی خراب ہی ہے۔ ربوہ میں ہی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہیں۔ ان کے پھیپھڑوں میں دھواں بھرنے کی وجہ سے سانس کی بڑی تکلیف ہے۔

دیگر زخمی احباب جو ہیں ان میں منیب احمد لودھی عمر تینتیس سال حملہ آوروں کے تشدد سے زخمی ہوئے تھے۔ ان پر حملہ کیا گیا تھا اور ان کا جبڑا اور دو دانت ٹوٹے ہیں، کان بھی کٹ گیا ہے جبکہ جسم کے دیگر حصوں پر بھی چوٹیں آئی ہیں۔ ان کا علاج بھی جاری ہے۔ خلیل صاحب بوتل کے مارنے کی وجہ سے زخمی ہوئے۔ محمد انور صاحب قلعہ کالروالہ سیالکوٹ کو جب واقعہ کا پتا چلا تو وہ اپنی ہمشیرہ حمیرا فضل صاحبہ اور فضل احمد صاحب اور دیگر فیملی ممبران کی مدد کو پہنچے اور انہوں نے پہنچ کے پھر پولیس کو بلایا۔ اس وقت تک زیادہ تر لوگ جا چکے تھے، اِکّا دُکّا ہی تھے یا تھوڑے رہ گئے تھے تو پھر پولیس آئی ہے۔ تب انہوں نے پولیس کی مدد سے اور ایمبولینس لا کے لوگوں کو نکالا اور جب وہ نکال رہے تھے تو کیونکہ بڑی آگ لگی ہوئی تھی، اندر سے لوگوں کو نکالنا تھا اس لئے اس دوران میں ان کو بھی آگ کی وجہ سے تھوڑے سے زخم آئے۔ بوٹا صاحب کی اہلیہ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ اور دیگر دو بچے عزیزم عطاء الواسع عمر پانچ سال اور سدرۃ النور پر بھی اس سانحہ میں گیس اور دھوئیں کا اثر ہوا۔ ان کی بھی طبیعت ٹھیک نہیں۔

یہاں اس علاقے میں اٹھارہ گھر ہیں جو آپس میں باہمی رشتہ دار ہیں۔ اس وقت بہر حال ربوہ میں ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا حملہ آوروں نے چھ گھروں کو سامان سمیت جلا دیا۔ محمد افضل صاحب کا، اشرف صاحب کا، بوٹا صاحب کا، سلیم صاحب کا اور خلیل صاحب کا اور فیروز دین صاحب کا گھر ہے۔ جبکہ ماسٹر بشیر صاحب اور مبشر صاحب کے دو گھروں کی توڑ پھوڑ کی ہے ان کا صرف سامان نکال کے جلایا ہے۔ اس کے علاوہ پانچ احمدی احباب کی دکانوں کو بھی مکمل طور پر لوٹنے کے بعد آگ لگا دی گئی۔ اسی طرح حلقے کا جو نماز سینٹر تھا اس کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ اس میں موجود قرآن پاک کے نسخوں، جماعتی کتب اور دیگر سامان کو جلانے کے بعد نماز سینٹر کو بھی آگ لگا دی۔

تو یہ ان کے ظلموں کی کارروائیوں کی مختصر داستان یا حالات ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ توبہ نہیں کریں گے تو عذاب جہنم اور عذاب الحریق ان کا مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ائمۃ الکفر کے بھی پکڑنے کے جلد سامان کرے اور ان آگیں لگانے والوں میں جو پیش پیش ہیں ان کی بھی پکڑ کے سامان کرے۔ ان شہیدوں کے درجات تو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہی ہے۔ ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ خاص طور پر ان ماں باپ اور بہن بھائی کو جن کی معصوم بچیوں اور بہنوں کو ان سے جدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو بھی شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کے مالی نقصانات کو بھی اپنے فضل سے پورا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر عطا فرمائے۔ نماز جمعہ کے بعد انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ بھی ادا کروں گا۔ ❁❁❁

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ 2

نے بات کی اس کا مطلب بھی حضورؑ نے یہی بیان فرمایا کہ:

" اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لے گا۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ ہرگز اس میں طاعون نہیں آئے گی۔ اویٰ کا لفظ عربی زبان میں اُس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہو کر پھر امن میں آجاتا ہے.... غرض اوی کا لفظ ہمیشہ اس موقع پر آتا ہے جب ایک شخص کسی حد تک کوئی مصیبت اٹھا کر پھر امن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اس کے کم ہوتی گئی۔"

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 243،244)

پھر دافع البلاء میں فرماتے ہیں: "ہم دعویٰ سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنے والی اور کھا جانے والی ہوتی ہے۔"

(دافع البلاء ص 9 روحانی خزائن جلد 18 ص 225)

پھر فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ میں قادیان کو اس تباہی سے محفوظ رکھوں گا۔ خصوصا ایسی تباہی سے کہ لوگ کتوں کی طرح طاعون کی وجہ سے مریں۔ یہاں تک کہ بھاگنے اور منتشر ہونے کی نوبت آوے۔"

(دافع البلاء ص 21 روحانی خزائن جلد 18 ص 237)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہرگز یہ دعوی نہیں کیا کہ طاعون کبھی قادیان میں وارد نہ ہوگی بلکہ پیش گوئی یہی تھی کہ شدید حملہ طاعون کا قادیان پر ہرگز نہیں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور کبھی بھی ایسی طاعون جارف قادیان میں نہ آئی جو بربادی اور تباہی کا باعث ہو۔

یہ بات واضح رہے کہ اگرچہ قادیان کے طاعون سے کلیۃً بچائے جانے کی پیشگوئی نہیں تھی لیکن "الدار" اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طاعون سے بچائے جانے کی پیشگوئی ضرور تھی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:

" اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ وَ اُحَافِظُکَ خَاصَّۃً"۔ یعنی میں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر کی چار دیواری میں ہوگا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اُونچا کریں۔ اور میں تجھے خصوصیت کے ساتھ بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام۔"

(نزول المسیح صفحہ 33 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 401)

نیز فرمایا: "عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہوجائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔"

(کشتی نوح صفحہ 2 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 2)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طاعون سے کلیۃً بچائے جانے کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے خاص تھی اور ہر اس شخص کی ذات سے خاص تھی جو آپؑ کے الدار سے جسمانی اور روحانی وابستگی رکھتا تھا۔

بات تو تب ہوتی جب معترض یہ ثابت کرتا کہ قادیان میں طاعون جارف پڑی جیسا کہ دوسرے شہروں مثلاً لاہور امرتسر دہلی وغیرہ نے طاعون کے باعث قیامت کا نمونہ دیکھا۔ پھر یہ ثابت کرتا کہ احمدی بھی اس سے ہلاک ہوئے۔ معترض نے اپنے اعتراض سے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ گویا طاعون قادیان میں احمدیوں کا شکار کر رہی تھی۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے لیکر آج تک قادیان اور دنیا بھر کے احمدی طاعون سے غیر معمولی طور پر یا یوں کہیں کہ معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔

قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا اگر احمدی بھی اسی طرح طاعون سے ہلاک ہوتے جس طرح اشد ترین مخالفین احمدیت ہلاک ہوئے تو کیا یہ معاندین احمدیت خاموش بیٹھتے؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ اگر انہیں ایک کیس بھی ایسا مل جاتا تو یہ ساری دنیا میں گلا پھاڑ پھاڑ کر شور مچاتے، بغلیں بجاتے اور خوش ہوتے۔ لیکن خدائے قادر و توانا جس نے طاعون کو اشد ترین معاندین اور فاسقوں اور فاجروں کے صفائے پر مامور کیا تھا اس نے سخت بربادی افگن طاعون زدہ علاقوں میں بھی احمدیوں کو محفوظ رکھ کر یہ ثابت کر دیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کی یہ جماعت ہی ہے جو خدا سے تائید یافتہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نام لے لے کر معاندین احمدیت کو للکارا کہ آؤ اور تم بھی میری طرح اپنے شہروں کے محفوظ رہنے کا اعلان کرو۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

"میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار کیا جائیگا۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی۔" (دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 238)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان پر چراغ الدین جمونی مرتد نے اپنی ایک کتاب میں مباہلہ قبول کیا اور دُعا کی کہ "اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے مقدسوں کی عزت بچا اور ان کی نصرت کیلئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو دُنیا پر سے اُٹھا...... اور اہل دنیا کو تمام ارضی وسماوی آفات یعنی طاعون وزلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ ہے عبارت چراغ دین کے مباہلہ کی جس میں وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھہرا کر اور مجھے دجّال قرار دے کر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھے ایک فتنہ قرار دے کر میرے اُٹھائے جانے کی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ کہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھا دیا اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جمائی گئی تھی کہ ۴/اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اس کے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہیں خدا کے کام۔ یہ ہیں خدا کے معجزات۔ یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔"

(تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں حقیقۃ الوحی صفحہ 373 تا 378۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 387-392)

اس کے بعد اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت کوئی نہ کرسکا۔ (جاری) (تنویر احمد ناصر۔ قادیان)

خطبات نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح کے لئے جو آیات انتخاب کی ہیں ان میں تقویٰ کا ذکر ہے تا کہ تم اس مستقبل کی فکر کرو جو ہمیشہ کے لئے تمہیں جنتوں کا وارث بنانے والا ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے، اس کو گواہ بناتے ہوئے سچائی سے تمام باتیں ایک دوسرے پہ ظاہر کرنی چاہئیں اور آئندہ کی زندگی میں بھی سچائی سے کام لینا چاہئے

☆......واقفات نو بچیوں کو بھی اور بچوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب وہ نئی زندگی شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے اِن حکموں کی کہ تقویٰ پر چلنا ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے بھی planning کرنی ہے، باقی دوسرے احمدی بچوں سے زیادہ ان پر ذمہ داری ہے۔ (مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 28 جنوری 2012ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح ہبۃ الوحید صاحبہ کا ہے جو محمد اسلم صاحب جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ واقفۂ نو ہیں اور جس سے نکاح ہو رہا ہے وہ لڑکا خود تو شاید واقف نو نہیں لیکن واقف زندگی کا بیٹا ہے۔ دوسرا نکاح جو ہے وہ ہمارے ایک واقف زندگی مربی سلسلہ کا ہے۔ اور تیسرا نکاح عائشہ جمیل صاحبہ کا ہے جو جمیل احمد صاحب ربوہ کی بیٹی ہیں۔ یہ بھی واقفۂ نو ہیں اور ان کا نکاح بھی وقف زندگی اور وقف نو بچے کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے یہ تینوں نکاح ایسے ہیں جن میں دونوں فریق یا ایک بچہ یا بچی وقف زندگی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اپنے مستقبل کی فکر کرے۔ ایک عام انسان بھی روزانہ اٹھتا ہے، کام پہ جاتا ہے تو اس لئے کہ اسے یہ فکر ہوتی ہے کہ میں اگر آج کام پہ نہ گیا تو میرا کام بھی ضائع ہو سکتا ہے، مستقبل میں میرا کاروبار برباد ہو سکتا ہے۔ ملازمت پیشہ ہے، ملازمت پہ نہ گیا تو وہاں سے فراغت ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے میرا دنیاوی مستقبل جو ہے وہ تاریک ہو سکتا ہے۔ ہر انسان جو ہے، کسی کو بھی لے لیں وہ بہرحال اپنے اپنے دائرہ میں اپنے مستقبل کی ایک سوچ رکھتا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا یہ انسانی فطرت ہے۔ ہمارے بڑے ہیں جن کی شادیاں عرصہ ہوا ہو گئیں۔ جن کے بچے جوان ہو گئے وہ بھی اپنے خاندانوں کو سنبھالنے کے لئے، اپنے بچوں کو سنبھالنے کے لئے مستقبل کی فکر میں ہی رہتے تھے۔ پھر جب بچے جوان ہو گئے تو ان کے مستقبل کی فکر یا بچے جب بڑے ہونے شروع ہوئے تو ان کے مستقبل کی فکر کہ پڑھ لکھ جائیں۔ جب پڑھ لکھ گئے تو پھر ان کی فکر کہ ان کو اچھے کام مل جائیں۔ جب کام مل گئے تو پھر فکر کہ ان کو اچھے رشتے مل جائیں تا کہ ہماری نسل آگے چلتی چلی جائے۔ انسانی سوچ کا ایک سلسلہ ہے جو ہمیشہ مستقبل پہ نظر رکھتا ہے لیکن یہ جو مستقبل کی نظر ہے یہ عارضی نظر ہے۔ یہ وہ مستقبل ہے جو انسانی زندگی (خواہ وہ) پچاس، ساٹھ، ستّر، سو سال جتنی بھی ہے اس کے بعد یہ ختم ہو جانا ہے۔ لیکن ایک مومن، ایک ایسا انسان جس کو خدا تعالیٰ پر کامل یقین ہے وہ اس مستقبل کی بھی سوچتا ہے جو اخروی زندگی ہے، جو اس دنیا کی زندگی گزارنے کے بعد آئندہ آنے والا مستقبل ہے۔ اور اس کے لئے پھر مومن کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کی فکریں صرف اس دنیا کی جنت کے حصول کے لئے نہیں ہوتیں۔ اس دنیا کی آسائشوں کے لئے نہیں ہوتیں یا اس دنیا کے جہنم سے بچنے کے لئے وہ کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی فکر آئندہ آنے والی زندگی کی جو حقیقی جنت ہے اس کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ اس جہنم سے بچنے کے لئے ہوتی ہے جس کا ایندھن پتھر اور انسان بن سکتے ہیں۔ پس ہر وقت استغفار کرتے ہوئے جب انسان ایسے مستقبل کے لئے فکر کر رہا ہو اور اس کی تیاری کر رہا ہو تو وہی حقیقی مومن ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے موقعہ پر بھی جب انسان ایک مستقبل بنانے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے تقویٰ کا بہت زیادہ استعمال کروایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح کے لئے جو آیات انتخاب کی ہیں ان میں تقویٰ کا ذکر ہے تا کہ تم اس مستقبل کی فکر کرو جو ہمیشہ کے لئے تمہیں جنتوں کا وارث بنانے والا ہے۔ لڑکا لڑکی نکاح کرتے ہیں۔ خواہشات ہوتی ہیں۔ لڑکی کی اپنی خواہشات ہوتی ہیں۔ وہ اس گھر سے اس مستقبل کو لے کر نکل رہی ہوتی ہے کہ میں اپنے نئے گھر میں جاؤں گی تو گھر بساؤں گی۔ اولاد ہو گی۔ خاوند کے ساتھ ایک نئی زندگی کا آغاز ہو گا۔ ایک مستقبل ہو گا۔ لڑکا ہے تو وہ ایک مستقبل کے لئے خواہش رکھتے ہوئے نکاح کرتا ہے۔ آئندہ نسل کے لئے نکاح کر رہا ہوتا ہے۔ گویا یہ ایک سلسلہ ہے۔ لیکن دونوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ اصل تقویٰ ہے، اس مستقبل کی تلاش کرو اور اس کے لئے اس جہان میں بھی کوشش کرو اور جب تم شادی کر رہے ہو، نکاح کر رہے ہو تو اس سوچ کے ساتھ کرو کہ ہم نے حقوق العباد کی ادائیگی کرنی ہے جو اسی طرح اہم ہیں جس طرح حقوق اللہ۔ اور جب ہماری یہ ادائیگی ہو گی تو ہم حقیقت میں صحیح مستقبل کو پانے والے ہوں گے، کل کو دیکھنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کل پہ نظر رکھو! کل کیا چیز ہے؟ کل وہی ہے جو ہمارا مستقبل ہے، جو اس زندگی کے بعد آئندہ آنے والی زندگی ہے۔ جو آج نیکی کرنے کے بعد آئندہ کل نیکی کرنے کی توفیق اور اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کل کی نظر صرف یہی نہیں کہ تم آئندہ زندگی کو دیکھو بلکہ کل کی نظر یہ ہے کہ آج جو کچھ کیا اس سے قدم آگے بڑھے۔ رات کو جائزہ لو اور دیکھو کہ ہم نے کل اپنا مستقبل کیسے اس سے بہتر کر کے سنوارنا ہے۔ پس یہ ایک تسلسل ہے جس کو ہمیشہ انسان کو خاص طور پر اپنے مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور وہ لوگ جو دین کی خاطر وقف کر رہے ہوں یا جن کے ماں باپ نے ان کو اس عہد کے ساتھ وقف کیا ہے کہ جو کچھ بھی میرے (ہاں) پیدائش ہونے والی ہے اس کو میں دین کی خاطر وقف کرتی ہوں اور اللہ کرے کہ یہ دین کی سچی خادمہ بنیں۔ لڑکی بھی اور لڑکا بھی وقف کیا ہے۔ اس میں بچیاں بھی شامل ہیں۔ تو ایسے بچے جب جوان ہو رہے ہیں، ان کی شادیاں ہو رہی ہیں تو ان کو صرف اور صرف اپنے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا رکھنی چاہئے کہ یہی اس بہتر مستقبل کے حصول کا ذریعہ بنے گا جو انسان کی ایک انتہا ہے۔ پس جو واقف زندگی ہمارے مربی بن رہے ہیں، واقفات نو ہیں ان سب کو ہمیشہ یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا دنیا کی چیزوں پر بہرحال مقدم رکھنی ہے اور دین کی خاطر ہر ایک قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ یہ عہد جو ہم باندھتے ہیں اس عہد کو ہر صورت میں پورا کرنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: پہلا نکاح عزیزہ ہبۃ الوحید واقفۂ نو کا ہے جو مکرم محمد اسلم صاحب آف جرمنی کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم طارق ظہیر صاحب ابن مکرم خورشید انور صاحب وکیل المال قادیان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے ہوا ہے۔

دوسرا نکاح عزیزہ صائمہ احمد بنت مکرم اعجاز احمد صاحب لندن کا عزیزم انتصار احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو مربی سلسلہ ہیں اور پاکستان میں ہی رہتے ہیں اور ان کا حق مہر ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ دولہے کے وکیل مکرم شہزاد احمد صاحب ہیں۔

اور تیسرا نکاح عزیزہ عائشہ جمیل واقفۂ نو بنت مکرم جمیل احمد صاحب آف ربوہ کا ہے۔ مکرم جمیل احمد صاحب کے وکیل مکرم ناصر احمد صاحب ہیں۔ یہ نکاح پانچ ہزار یورو حق مہر پر عزیزم حسیب احمد کے ساتھ طے پایا ہے، جو بیلجیم کے رہنے والے ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کے طالبعلم ہیں۔ انشاء اللہ مربی بن کے نکلیں گے۔ تینوں نکاحوں کے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

❋

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 فروری 2012ء بروز اتوار

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔پہلا نکاح عزیزہ نصرت جہاں زارا بنت مکرم خالد تسلیم احمد ربوہ کا عزیز عطاء الہادی خان ابن مکرم ہدایت احمد خان صاحب امریکہ کے ساتھ (ہو رہا) ہے۔یہ نکاح پچاس ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔اس نکاح میں دولہا دولہن دونوں کے وکیل مقرر ہیں۔عزیزم حسن رضا احمد عزیزہ نصرت جہاں زارا کے وکیل ہیں اور لڑکے کی طرف سے سید محمد احمد صاحب وکیل ہیں۔

دوسرا نکاح عزیزہ نمرہ قدوس بنت مکرم عبدالقدوس صاحب کا ہے، جو عزیزم کنول احمد ابن مکرم مشتاق احمد صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نکاح شادی لڑکے اور لڑکی کا ایک ایسا معاہدہ ہے جو اس وعدے کے ساتھ کیا جاتا ہے، اس عہد کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ ہم زندگی بھر ساتھ نبھائیں گے۔لیکن بدقسمتی سے بعض ایسے رشتے بھی ہوتے ہیں جو رستے میں ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔اور ان کی وجہ صرف یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کی طرف سے بھی اور خاندانوں کی طرف سے بھی قول سدید سے کام نہیں لیا جاتا۔اللہ تعالیٰ نے اسی لئے قول سدید پر زور دیا ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات جو نکاح کے لئے مقرر فرمائیں ان میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ سچائی سے کام لو۔ایسے قول سے کام لو جس میں کوئی اینچ پینچ نہ ہو۔سیدھی اور کھری بات ہو۔یہ نہیں کہ ایک بات کہہ دی کہ میں نے تو سچ کہا تھا لیکن اس میں دو پہلو ہوں، دو مطلب نکل سکتے ہوں۔پس جب اس سوچ کے ساتھ نکاح اور شادیاں ہوں گی، رشتے جڑیں گے، خاندان لڑکی کو پسند کریں گے، لڑکا لڑکی کو پسند کرے گا، لڑکی لڑکے کے ساتھ رشتے پر تیار ہوگی۔لڑکی کے ماں باپ لڑکے اور اس کے خاندان کو اچھی طرح جانتے ہوئے اس رشتے پر راضی ہوں گے تو تب ہی یہ رشتے نبھ سکتے ہیں۔اور وہ قول سدید کے بغیر، سچی بات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ شادی بیاہ بے شک ایک دنیاوی رشتہ کی تقریب ہے جس سے اگلی نسلیں بھی پیدا ہونی ہیں لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے، اس کو گواہ بناتے ہوئے سچائی سے تمام باتیں ایک دوسرے پہ ظاہر کرنی چاہئیں اور آئندہ کی زندگی میں بھی سچائی سے کام لینا چاہئے، ایک دوسرے کو اعتماد میں لینا چاہئے۔کسی قسم کی بداعتمادی نہیں ہونی چاہئے۔

پس اس سچائی کے پہلو کو اگر ہمارے نوجوان جن کے رشتے خراب ہوتے ہیں یا وہ خاندان جن کے خاندانوں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، اپنے سامنے رکھیں اور ہمیشہ قول سدید سے کام لیں تو کبھی بدمزگیاں پیدا نہ ہوں۔اللہ کرے کہ یہ دونوں رشتے جو آج طے ہو رہے ہیں یہ اس بات کو سامنے رکھنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: ان میں سے ایک نکاح جو ہے وہ میرے عزیزوں کا ہے۔عزیزہ نصرت جہاں زارا، مرزا خالد تسلیم احمد کی بیٹی ہیں، جو حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے بیٹے اور حضرت مصلح موعودؓ کے پوتے ہیں۔اور عزیزہ زارا کی والدہ بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔اس لحاظ سے بچی دونوں طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے منسلک ہے۔اسی طرح عطاء الہادی جو ہے اس کی والدہ مکرم مرزا حفیظ احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔اور اس لحاظ سے یہ بھی پڑپوتا ہوا۔اللہ کرے کہ یہ دونوں لڑکا اور لڑکی اپنے خاندان کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے والے ہوں۔اس پہلو کو سمجھنے والے ہوں جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں آئے اور آپ نے اپنے بچوں کے لئے ہمیشہ یہ دعا کی کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔خلاصہ ان دعاؤں کا یہی بنتا ہے۔اللہ کرے یہ بچے بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور آئندہ نسلیں بھی اس پہلو کو اپنے سامنے رکھنے والی ہوں۔

اسی طرح دوسرا نکاح جو ہے وہ بھی لڑکا اور لڑکی دونوں وقف نو میں شامل ہیں۔اور ان پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ وقف نو ہوتے ہوئے جب انہوں نے بلوغت کی عمر کو پہنچ کر اپنے اس عہد کی تجدید کی ہے، اسے renew کیا ہے تو پھر اسے حقیقی روح سے نبھانا ہے۔ایک وقف کی روح اپنے دل میں پیدا کرنی ہے۔اور اب جماعت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اور خالصۃً جماعت کی خدمت کے لئے ہر وقت اور ہمہ وقت تیار رہنا ہے۔اور وقف نو کے بچوں کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگ گیا، وقف نو کا ایک اعزاز مل گیا اور جب پڑھائی مکمل کی تو اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔دنیاداری میں پڑ گئے۔دین کو بھول گئے۔یہ قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔وقف نو کو ہمیشہ یہ اپنے پیش نظر رکھنا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور چاہے جتنی مرضی تعلیم حاصل کر لیں لیکن تعلیم مکمل کرنے کے بعد دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔اگر جماعت کہے کہ اپنا کام کرو تو پھر اس صورت میں بھی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ جتنا وقت میسر آئے زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے دیا جائے۔اللہ کرے کہ یہ سوچ ہمارے واقفین نَو میں ہمیشہ قائم رہے تا کہ ہمیشہ دین کے خادم ہر میدان میں اور ہر جگہ ہمیں میسر آتے رہیں۔ان الفاظ کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

❁

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **22 فروری 2012**ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ حمودہ عارف بنت مکرم جرار عارف صاحب لنڈن کا عزیزم سید جنید انور ابن مکرم سید علی انور صاحب کینیڈا کے ساتھ دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حمودہ عارف واقفۂ نو بچی ہے۔جرار عارف صاحب originally بنگال سے تعلق رکھنے والے ہیں لیکن شادی ان کی پنجاب میں ہوئی۔تو یہ پنجابی اور بنگالی دو قوموں کا ملاپ تھا جس سے یہ آگے نسل چل رہی ہے۔جہاں تک مجھے علم ہے اور ان کے بچوں کی تربیت سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اچھا نبھانے والا، ایک تعلق رکھنے والا، ایک دوسرے کا بڑا خیال رکھنے والا جوڑا تھا۔اور یہی چیز ہے جو ہمیشہ رشتوں میں قائم رکھنی چاہئے۔قطع نظر اس کے کہ کون کس قوم سے تعلق رکھتا ہے، کس کی کیا ذات ہے، کس کا کیا قبیلہ ہے، کوئی سیّد ہے، کوئی مغل ہے، کوئی جو کچھ اَور ہے لیکن ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ تقویٰ ہے۔اور یہ تقویٰ ہے جس کا نکاح کے خطبہ میں بار بار ذکر کیا گیا ہے۔اور اگر یہ قائم رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے نبھتے بھی ہیں اور نہ صرف نبھتے ہیں بلکہ خوبصورتی سے آگے بڑھتے ہیں اور نئی نسل میں بھی وہ خوبصورتی پیدا ہوتی ہے جو ایک حقیقی اور صحیح مسلمان کا، ایک سچے احمدی کا طرہ امتیاز ہونی چاہئے۔

پس ہمیشہ نکاح کے وقت بچی کو بھی، لڑکی کو بھی اور لڑکے کو بھی، دولہا کو بھی اور دولہن کو بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقی چیز جو شادی بیاہ سے حاصل ہونی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے۔یعنی ہر نیا رشتہ جو قائم ہوتا ہے، اس نئے رشتہ کے قائم ہونے سے، ایک تعلق پیدا ہونے سے جو چیز پیدا ہونی چاہئے وہ تقویٰ ہے۔اور اگر یہ تقویٰ رہے گا تو آئندہ نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیکی پر چلنے والی ہوں گی اور دین کی خاطر قربانیاں کرنے والی ہوں گی اور دین پر قائم رہنے والی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے کہا حمودہ عارف واقفۂ نو بچی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی واقفات نو میں سے ہے۔عموماً واقفات نو اور واقفین نَو جو بھی ہیں اللہ کے فضل سے بڑے جذبہ سے اپنے اس عہد کو جو اُن کے والدین نے پیدائش سے پہلے ان کے بارہ میں کیا تھا نبھا رہے ہیں اور جب بڑے ہوتے ہیں تو خود بھی اس عہد کو پورا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔اور جنہوں نے جب بھی کوئی career planning کرنی ہو مثلاً ایسے واقفین زندگی، ایسے واقفین نو لڑکے جو جامعہ میں جانے والے نہیں، وہ خود آ کے پوچھتے ہیں کہ آگے کیا تعلیم حاصل کریں، عموماً بغیر مشورہ کے آگے نہیں چلتے۔اسی طرح واقفات نو بچیاں ہیں وہ بھی اپنی career planning کے لئے پوچھتی ہیں۔پس یہ نیکی جو اِن واقفین نَو اور واقفات نَو میں قائم ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا انعام ہے جو اِن کے بچپن سے، بلکہ پیدائش سے پہلے سے وقف کرنے کی صورت میں ان کو ملا ہے کہ ان میں ایک سعادت پیدا ہوئی ہے اور ان میں دین کی خاطر کام کرنے کا، خدمت کا ایک جذبہ ہے۔پس واقفات نو بچیوں کو بھی اور بچوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جب وہ نئی زندگی شروع کریں تو اللہ تعالیٰ کے اِن حکموں کی کہ تقویٰ پر چلنا ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے بھی planning کرنی ہے، باقی دوسرے احمدی بچوں سے زیادہ ان پر ذمہ داری ہے۔کیونکہ ایک تو ویسے بھی عمومی طور پر ہماری احمدی بچیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ انہوں نے اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے اور واقفات نو کی خاص طور پر یہ ذمہ داری ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو دین کے لئے، دین کی خدمت کے لئے پیش کیا تو اس ذمہ داری کو انتہائی اعلیٰ رنگ میں نبھانے کی کوشش کریں۔اور اپنی زندگی کو دنیاوی آسائشوں اور تعیش سے گزارنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں کہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور آئندہ نسلوں کے دلوں میں بھی احمدیت اور اسلام کا پیار اور محبت پیدا کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق عطا فرمائے۔اور یہ چیز اگر پیدا ہو جائے تو جیسا کہ میں نے کہا پھر جہاں رشتے نبھتے ہیں، نہ صرف نبھتے ہیں بلکہ پیار اور محبت سے پروان چڑھتے ہیں۔گھروں کے سکون قائم ہوتے ہیں اور اگلی نسلیں بھی اعلیٰ اسلامی اخلاق اور کردار کی مالک بنتی ہیں۔اللہ تعالیٰ یہ رشتہ بھی ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔اب ان چند الفاظ کے بعد میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

بعد ازاں حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔❁

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔کاجل۔حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

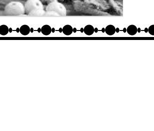

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

نماز جنازہ حاضر و غائب

مؤرخہ 5 جون 2013ء بروز بدھ بمقام مسجد فضل لندن قبل نماز ظہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرم محمد ناظم خان غوری صاحب MBE (ابن مکرم عبد الحمید خان غوری صاحب۔ لندن)

4 جون کو 83 سال کی عُمر میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 17 سال کی عُمر میں ایبٹ آباد سے نیروبی (مشرقی افریقہ) گئے جہاں ان کی شناسائی مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ ہوئی اور اگلے ہی سال 18 سال کی عمر میں بیعت کی سعادت پائی۔ کینیا میں قیام کے دوران خُدام الاحمدیہ کے سرگرم رُکن رہے اور احمدیہ ہاکی ٹیم نیروبی کے کیپٹن بھی رہے۔ 1968ء میں کینیا سے یوکے شِفٹ ہو گئے، اور یہاں آ کر بھی آپ نے جماعت کے ساتھ گہری وابستگی جاری رکھی اور جماعتی سطح پر مختلف حیثیتوں میں اعلیٰ خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو مُسلم ٹائیگر احمدیہ ہاکی کلب (MTA) کا مینیجر مقرر فرمایا۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مجالس سوال و جواب کی میزبانی کا شرف بھی حاصل رہا۔ اس کے علاوہ خُدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور یوکے جماعت کی نیشنل عاملہ میں بھی خدمات بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ آپ کو سلسلہ کی خدمات کے ساتھ ساتھ مُلکی سطح پر بھی کارہائے نمایاں بجالانے کی توفیق مِلی۔ آپ کو متعدد ایوارڈز سے نوازا گیا جن میں MBE کا اعزاز سب سے نمایاں ہے جو 1998 میں ملکہ برطانیہ نے عطا کیا۔ آپ بہت اعلیٰ ظرف کے انسان تھے۔ انتہائی مُخلص، غریبوں کا خیال رکھنے والے ہمدرد اور بہترین سوشل ورکر تھے جس کا اعتراف بعض کونسلوں نے کیا اور ان کو ایوارڈز دیئے۔ آپ انتہائی نیک، نماز و روزہ کے پابند، خلافت کے شیدائی اور فرمانبردار خادم سلسلہ تھے۔

(2) مکرم اعجاز احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری نیاز احمد صاحب آف اچھرہ لاہور۔ حال شرلے، یوکے)

30 مئی کو لمبی علالت کے بعد 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1987ء سے یوکے میں مقیم تھے۔ بہت نیک اور خوش اخلاق تھے۔ صحت کی حالت میں جماعتی کاموں خصوصاً وقارِ عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کا جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا جائے گا۔

نماز جنازہ حاضر کے علاوہ حضور انور نے درج ذیل سات مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی پڑھائی۔

(1) مکرمہ امۃ القیوم ناصرہ صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم۔ جرمنی)

22 مئی 2013ء کو قریباً 80 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ حضرت میاں عبد العزیز صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ کو نوجوانی میں ہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کی توفیق ملی۔ 1950ء میں شادی کے بعد اپنے شوہر کے ہمراہ سیرالیون جا کر وہاں بو (Bo) شہر کی جماعت میں لجنہ اور ناصرات الاحمدیہ کے قیام کے سلسلہ میں خدمت کی سعادت ملی۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی خاص خیال رکھتیں۔ 15 سال نصرت گرلز سکول میں تدریس کے فرائض بھی سرانجام دیتی رہیں۔ آپ بہت نیک، عبادت گزار، کثرت سے صدقہ و خیرات کرنے والی اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی شفیق اور ملنسار خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے گہرا شغف اور محبت تھی۔ دوسروں کو بھی قرآن کریم اور اس کا ترجمہ سکھانے کے لئے کوشاں رہتیں۔ خلافت سے گہری وابستگی، اخلاص اور عشق کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرمہ امۃ الحیٔ احمد صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم راجہ سلیم احمد صاحب (ابن مکرم ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب شہید۔ مانچسٹر)

23 دسمبر 2012ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کو فرقان فورس میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کو دعوت الی اللہ۔ چندوں میں بھی حسب توفیق حصہ لیتے۔ آپ ایک نیک، مخلص اور امانت دار انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 7 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ شگفتہ نسرین صاحبہ (اہلیہ مکرم مقبول احمد امینی صاحب۔ دار النصر غربی ربوہ)

15 جنوری 2013ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت نیک، پاکباز، نفیس، ملنسار، مالی قربانی کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی اجلاسات میں ہمیشہ بڑی باقاعدگی سے شمولیت اختیار کرتیں اور جماعتی کاموں کو بڑی ذمہ داری سے سرانجام دیا کرتی تھیں۔ جماعت اور خلیفۂ وقت سے بڑی محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ آپ کی آواز بہت اچھی تھی اور اکثر درثمین کے اشعار خوش الحانی سے پڑھا کرتی تھیں۔

(4) مکرم سید دلبر حسین شاہ صاحب (ابن مکرم سید طالب حسین شاہ صاحب۔ ٹبہ بوٹے شاہ گجرات)

19 فروری 2013ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے میٹرک پاس کر کے پولیس میں ملازمت اختیار کی اور 1980ء میں پولیس انسپکٹر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ 1946ء میں آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ پنج وقتہ نمازوں کے پابند اور چندوں میں باقاعدہ تھے۔ ہمیشہ دوسروں کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی شان میں گستاخی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔ اپنے گاؤں میں غیر از جماعت احباب کی مساجد کے لئے بھی باقاعدگی سے کچھ نہ کچھ رقم دیا کرتے تھے۔

(5) مکرمہ ناصرہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم سلطان احمد صاحب مرحوم۔ دار العلوم جنوبی ربوہ)

15 مارچ 2013ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مالی قربانی کرنے والی بہت سادہ، پُروقار طبیعت کی مالک، نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ آپ ایک مثالی بیوی، بہو، ماں اور ساس تھیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا اور خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کینسر اور فالج کی مریضہ تھیں۔ بڑی بہادری کے ساتھ لمبا عرصہ بیماری کا مقابلہ کرتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(6) مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب۔ احمد نگر، ربوہ)

16 فروری 2013ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شادی خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ آپ کے شوہر مکرم عبد القدیر صاحب کو خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کے دور میں بحیثیت باڈی گارڈ خدمت کا موقع ملا۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں کا باقاعدہ التزام کرنے والی اور نمایاں مالی خدمت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(7) مکرم چوہدری محمود احمد باجوہ صاحب (ربوہ) 9 جنوری 2013 کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پاکستان ایئر فورس میں لمبا عرصہ وارنٹ آفیسر کے طور پر کام کیا۔ 1972ء اس ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد کویت منتقل ہو گئے اور وہاں اپنا گھر نماز سنٹر کے لئے پیش کیا۔ 1984ء میں پاکستان واپسی پر محلہ دار العلوم غربی میں بطور سیکرٹری تحریک جدید، نائب صدر محلہ، سیکرٹری امور عامہ اور زعیم انصار اللہ محلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ 1992ء سے وکالت وقف نو میں بطور رضا کار خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر سے نوازے۔ آمین

❁ ...... بتاریخ 6 جون 2013 بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن بوقت 11:30 بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **مکرم حکیم محمد اسحاق ظفر صاحب (ربوہ۔ حال مقیم لندن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔** آپ 23 مئی 2013ء کو 62 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ طبیہ کالج ربوہ کے فارغ التحصیل تھے۔ پشاور اور ربوہ میں حکمت کی پریکٹس کرتے رہے۔ 2012ء میں یوکے آ گئے تھے۔ مرحوم غریب پرور، محنتی، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ حاضر کے علاوہ حضور انور نے درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی پڑھائی۔

(1) مکرم فاس قیصر سفیر صاحب (FAES CASER SAFIR) (بیلجیئم)

آپ گزشتہ دنوں وفات پا گئے اور 5 مئی 2013ء کو بیلجیئم میں تدفین ہوئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ بیلجئین تھے اور 2001ء میں خود تحقیق کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ آپ کو فرنچ، فلیمش اور انگلش تینوں زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ قرآن کریم سے بہت محبت تھی اور روزانہ اس کا ترجمہ پڑھتے تھے۔ اسلام احمدیت سے گہری محبت تھی۔ اپنی وفات سے قبل حکومتی اداروں کو ایک وصیت نامہ لکھ کر دیا کہ میری تدفین اسلامی طریق پر ہو جو جماعت احمدیہ کرے نیز قبر پر میرے نام کے ساتھ ''احمدی مسلم'' لکھا جائے۔

(2) مکرم سردار عبد السمیع صاحب (لاہور) 27 مئی 2013ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر فیض علی صابر صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم نماز با جماعت کے پابند، تہجد گزار، دعوت الی اللہ اور نیکی کے سب کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نافع الناس اور نیک و مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ کو لمبا عرصہ لاہور میں جماعت کی مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ فرخ نعیم صاحبہ (اہلیہ مکرم نعیم اختر صاحب نائب امیر ضلع و سیکرٹری اصلاح وارشاد۔ راجن پور)

7 مارچ 2013ء کو 39 سال کی عمر میں ایک آپریشن کے دوران وفات پا گئیں۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کو راجن پور میں مقامی اور ضلعی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہت خوش اخلاق، ملنسار، غریب پرور، مہمان نواز اور خلافت کی ہر تحریک پر لبیک کہنے والی اطاعت گزار خاتون تھیں۔ آپ کو 2010ء میں تقریباً ایک سو کے قریب سیلاب سے متاثرہ احمدیوں کو اپنے گھر ٹھہرانے اور ان کی خدمت کرنے کی سعادت بھی ملی۔ ہمیشہ مرکزی مہمانوں اور میڈیکل ٹیموں وغیرہ کا قیام بھی انہیں کے گھر ہوتا تھا۔ آپ ان کی خدمت کر کے بہت خوشی محسوس کیا کرتی تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ لجنہ کے اجتماعات یا دیگر پروگراموں پر بھی کھانا تیار کر کے دیا کرتی تھیں۔ غریب بچیوں کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے میں ان کی ہر طرح سے مدد کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور اپنی زندگی میں ہی اپنا حصہ جائداد ادا کر چکی تھیں۔

(4) مکرمہ امۃ المنعم صاحبہ (اہلیہ مکرم نعیم احمد صابر صاحب کارکن ایم ٹی اے۔ ربوہ)

(5) عزیزم روحان احمد صاحب (ابن مکرم نعیم احمد صابر صاحب کارکن ایم ٹی اے۔ ربوہ)

29 مئی 2013ء کو اسلام آباد سے ربوہ آتے ہوئے موٹر وے پر دونوں ماں بیٹا ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ بہت دعا گو، ملنسار، رحمدل، اعلیٰ اخلاق کی مالک اور جماعت کی خدمت کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کا دس سالہ بیٹا بھی بہت پیارا اور نیک سیرت واقف نو بچہ تھا۔ مرحومہ اپنے حلقہ دار الصدر شمالی (ہدیٰ) میں لجنہ کی سیکرٹری وقف جدید کی حیثیت سے خدمت بجالا رہی تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں والدین اور میاں کے علاوہ ایک پانچ سالہ بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم محمد ابراہیم صاحب (ابن مکرم فضل دین صاحب درویش قادیان۔ جرمنی)

18 اگست 2013ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لمبا عرصہ سے جرمنی میں مقیم تھے اور جماعت کے ایک فعال رکن تھے۔ جماعت کے تمام مرکزی اور مقامی پروگراموں میں بڑے شوق سے شامل ہوتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرم عثمان حیدر صاحب (کینیڈا)

گزشتہ دنوں ٹورانٹو میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ (معالج حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) کے نواسے تھے۔ مرحوم اعلیٰ خوبیوں کے مالک، نہایت ملنسار اور صلہ رحمی کرنے والے نیک انسان تھے۔

(8) مکرم چوہدری خالد محمود کاہلوں صاحب (آف چھور مغلیاں نزد سانگلہ ہل)

4 اپریل 2013ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مخلص، سچے اور شریف النفس انسان تھے۔ دل کے بہت صاف تھے اور کبھی کسی کے خلاف بات نہیں کرتے تھے۔ دوسروں کے کام مفت کر دیتے۔ غریبوں کے ہمدرد اور ہر کسی کا خیال رکھنے والے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم محمد صابر طاہر صاحب (ڈیرہ غازیخان۔ پاکستان)

آپ پاکستان آرمی میں سپاہی تھے۔ 5 مئی 2013ء کو وزیرستان کے علاقہ میں اپنی ڈیوٹی کے دوران دہشت گردوں کا مقابلہ کرتے ہوئے 30 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ایک بہادر نڈر اور محنتی نوجوان تھے۔ ان کی تدفین فوجی اعزاز کے ساتھ ہوئی جس میں فوج کے افسران کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت افراد نے بھی شرکت کی۔ مرحوم نے بوڑھے والدین اور اہلیہ کے علاوہ بھائی بہن یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱۶

رکھتے تھے۔ اور مہمان کا یہی حق ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور مؤمنین کو اس طرف توجہ دلائی کہ اس حق کو ادا کرو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ہی اثر تھا اور صحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کا شوق تھا جس کی وجہ سے صحابہ میں بھی اس مہمان نوازی کی حیرت انگیز مثالیں ملتی ہیں۔ ایسی مثالیں ہیں مہمان نوازی کی جس نے اللہ تعالیٰ کو بھی خوش کر دیا اور اسی خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ نے اسی وقت جب مہمان کی مہمان نوازی ہو رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کر دیا۔ وہ کس مقام کے میزبان تھے میاں بیوی اور بچے جن کو اللہ تعالیٰ نے جن پر خوشی کا اظہار کیا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو خراج تحسین ملا۔ اس کی تفصیل ایک روایت میں یوں بیان ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کی کہ حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر مدارات کا اہتمام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا کہ آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ ہمارے کھانے کے لئے کچھ نہیں۔ انصاری نے کہا کہ اچھا تم کھانا تیار کرو اور پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا۔ چراغ جلایا۔ بچوں کو سلا دیا کسی طرح۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا اور پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے۔ یہ ظاہر کرنے لگے کہ وہ بھی کھانا کھا رہے ہیں۔ پس وہ دونوں رات بھوکے ہی رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی مسکرا دیا۔ یا فرمایا کہ تم دونوں کے اس فعل کو اس نے پسند فرمایا۔ اسی موقع روایات میں بعض آتا ہے کہ یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص ہیں۔ ایثار پیشہ مخلص مؤمن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورتمند اور بھوکے ہوتے ہیں اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔ پس آج بھی ہمیں اس بات کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ ان دنوں میں آنے والے مہمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے مہمان ہیں۔ دینی مقصد کے لئے سفر کر کے آنے والے مہمان ہیں۔ آج بھی گو مقصد ایک ہے لیکن حالات مختلف ہیں۔ یہاں تو سب کچھ دے کر پھر کارکنوں کو کہا جاتا ہے کہ مختلف انتظامات کے تحت کام کرنے کے لئے صرف اپنے آپ کو پیش کرو۔ نظام جماعت باقی سہولیات مہیا کرے گا۔

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ سب کارکنان مرد عورتیں بچے خوش قسمت ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت پر مامور کئے گئے ہیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوہ میں ہمیں اپنے آقا کی اتباع میں وہ نمونے نظر آتے ہیں جب آپ نے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے اپنا آرام بھی قربان کیا اور سردی میں بغیر کسی رضائی بستر کے رات بسر کی۔ کھانے کے انتظامات کے لئے حضرت اماں جان کا زیور بھی رقم کے بندوبست کے لئے استعمال کیا۔ اور یہی قربانی کا جذبہ آپ کے صحابہ نے بھی ہمیں دکھایا جو دوسروں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسے کے ضمن میں بھی اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ ہمارے احباب ایسے نہیں کرنے والے ہونے چاہئیں جو اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دیں بلکہ قربانی کرنی چاہئے۔ پس یہ سبق ہے ہمارے کارکنوں کے لئے بعض دفعہ بعض حالات میں کہیں کمی ہو جائے خوراک کی تو پریشان نہیں ہونا چاہئے بلکہ قربانی مہمانوں کی خاطر کرنی چاہئے۔

پھر آپ علیہ السلام کے ایک نمونے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے (ٹھیک ہے) جو ہمارے کام کرنے والے عہدیداروں کے لئے بھی ایک نمونہ ہے اور کارکنان کے لئے بھی ایک سبق ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تحریر فرماتے ہیں کہ جنگ مقدس کی تقریب پر بہت سے مہمان جمع ہو گئے تھے۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کھانا رکھنا یا پیش کرنا گھر میں بھول گیا۔ میں نے اپنی اہلیہ کو تاکید کی ہوئی تھی مگر وہ کثرت کاروبار مشغولیت کی وجہ سے بھول گئی یہاں تک کہ رات کا بہت بڑا حصہ گزر گیا اور حضرت نے بڑے انتظار کے بعد استفسار فرمایا۔ کھانے کے متعلق پوچھا تو سب کو فکر ہوئی۔ بازار بھی بند ہو چکا تھا اور کھانا نہ مل سکا۔ حضور کو صورتحال کا اظہار کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس قدر گھبراہٹ اور تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ دستر خوان میں دیکھ لو کچھ بچا ہوا ہوگا وہی کافی ہے۔ دستر خوان کو دیکھا تو اس میں روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہی کافی ہیں اور ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھا لئے اور بس۔ یہ لکھتے ہیں شیخ یعقوب علی صاحب کہ بظاہر یہ واقعہ نہایت معمولی معلوم ہوگا مگر اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی اور بے تکلفی کا حیرت انگیز اخلاقی معجزہ نمایاں ہے۔ کھانے کے لئے اس وقت نئے سرے سے انتظام ہو سکتا تھا اور اس میں سب کو خوشی ہوتی مگر آپ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ بے وقت تکلیف دی جاوے اور نہ اس بات کی پرواہ کی کہ پر تکلف کھانا آپ کے لئے نہیں آیا۔ اور نہ اس غفلت اور بے پرواہی پر کسی سے جواب طلب کیا اور نہ خفگی کا اظہار۔ بلکہ نہایت خوشی اور کشادہ پیشانی سے دوسروں کی گھبراہٹ کو دور کر دیا۔

پس اگر کبھی ایسا موقع پیدا ہو جائے تو ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہئے اکثریت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کارکنان کی ایسی ہے جو اچھے اخلاق دکھانے والی ہے اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ لیکن بعض دفعہ بعض شکوہ کرنے والے بھی ہوتے ہیں تو ان کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے لیکن ہر شعبے کے افسران اور شعبہ خوراک یا مہمان نوازی کا بھی کام ہے کہ اپنے کارکنان کے لئے پہلے انتظام کر کے رکھا کریں تا کہ جب وہ اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آئیں تو ان کو مہیا کی جا سکے خوراک یا کھانا یا کوئی اور انتظام ہو۔ ایک اصولی ہدایت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں دی ہے اسے کارکنان کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ مہمانوں کے انتظامات مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمان کو آرام دیا جائے۔ مہمان کا دل مثل آئینے کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا۔ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے بہ مجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں ان کے لئے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی بھی کسی مہمان کو جذباتی ٹھیس نہیں پہنچانی۔ اعلیٰ اخلاق کا ہمیشہ مظاہرہ کرنا ہے ہر کارکن کا فرض ہے اور ہر جگہ ہر موقع پر۔ اگر کوئی تکلیف کا اظہار کرے بھی تو بجائے اس کے کہ اس کو روکھا سوکھا جواب دیا جائے۔ اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف شعبہ جات میں اب کارکنان کی کافی تربیت ہو چکی ہے اور اپنے کاموں کو خوب سمجھتے ہیں اور اس کے کرنے کی اٹکل بھی ہے انہیں لیکن بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ اعتماد انتظام میں کمزوریاں پیدا کر دیتا ہے۔ اعتماد تو رکھیں لیکن اس وجہ سے باریکی میں جا کر اس کے تمام جزئیات کی طرف توجہ دینے میں سستی نہ کریں۔

پھر دوسری بات یہ ہے شعبہ جو سکیورٹی کا ہے اسے خاص طور پر بہت زیادہ فعال ہونے کی ضرورت ہے۔ جس طرح جماعت دنیا میں متعارف ہو رہی ہے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں۔ تو اس سے حاسدین اور مخالفین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہوتی ہے اور جماعت کے خلاف تدبیریں کرنے کی ان کی کوششیں بھی بڑھ رہی ہیں۔ اس لئے اس شعبہ کو ہر لحاظ سے ابھی سے فعال ہونے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ سکیورٹی کی تمام تر گہرائی اور گہری نظر کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے کہا اخلاق کے اظہار میں کمی نہیں آنی چاہئے۔ ہر جگہ جہاں چیکنگ کے پوائنٹس ہیں وہاں ڈیوٹی دینے والے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنے والے ہوں اور ہر جگہ صرف بچے نہ ہوں بلکہ بڑے سمجھدار افراد بھی ہر جگہ موجود ہونے چاہئیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سب کام کرنے والے اپنے کاموں کے احسن رنگ میں انجام پانے کے لئے دعا کریں۔ ہمارے سب کام کسی کی قابلیت اور کوشش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور مدد کو حاصل کرنے کے لئے دعا بہت اہم ہے جسے ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔ اسی طرح ہم سب کو بھی کارکنوں کے علاوہ بھی دعا کرنی چاہئے ہر ایک کو کہ اللہ تعالیٰ تمام جلسے کے انتظامات اپنے فضل سے بروقت مکمل فرمائے اور ہر طرح کی مہمانوں کے لئے سہولیات مہیا ہوں۔

❀❀❀

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
سٹڈی ابراڈ
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association, USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.
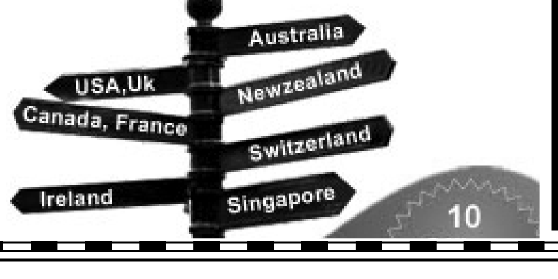

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 11 Sep 2014 Issue No 37

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian DollarPostal Reg. No. GDP/001/2013-15

Printed & Published by Jamil Ahmad Nasir and owned by The Niagran Badr Board Qadian and Printed at Fazle-Umar Printing Press, Harchowal Road Qadian, District Gurdaspur-143516, Punjab, India and Published at Office Badr Qadian,District Gurdaspur-143516, Punjab, India. Editor: Mansoor Ahmad

ہم نے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے اور حقیقی طور پر ایسی خدمت کرنی ہے جو ہمیں حقیقی خوشی پہنچانے والی ہو۔ پس ہمارے ہر آنے والے مہمان سے ہمیں اس طرح خوشی پہنچنی چاہئے جس طرح اپنے عزیز مہمان کو دیکھ کر ہوتی ہے کسی قریبی کو دیکھ کر ہوتی ہے اور جب ایسی خوشی ہو تو پھر ہی خدمت کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 اگست 2014 بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ، اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ اگلے جمعہ سے شروع ہو رہا ہے۔ جلسہ گاہ میں اب تک کافی حد تک تیاری کے کام مکمل ہو چکے ہیں۔ مہمانوں کی بھی آمد شروع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مہمانوں کو جو جلسے کی برکات کے حصول کے لئے سفر کر رہے ہیں سفر میں ہیں یا آچکے ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے نہ صرف احمدیوں کو بلکہ دنیا کے ہر فرد کو۔ اور وہ اس امن اور سکون کو پاسکیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ رضا کارانہ خدمت کے جذبے کے تحت ہمارے جلسے کے انتظامات سرانجام پاتے ہیں۔ اور اس حوالے سے ایک جمعہ پہلے جلسے سے میں کارکنان کو توجہ بھی دلاتا ہوں ان کی ذمہ داریوں کی طرف۔ اس وقت اسی بارے میں چند باتیں میں کارکنان کے حوالے سے کارکنان کو کہوں گا۔

بہرحال اس وقت میں کیونکہ جلسے کے مہمانوں کے حوالے سے توجہ دلانی چاہتا ہوں اس لئے ان باتوں کا محور جلسہ سالانہ ہی رہے گا۔ جلسہ پر آنے والے مہمان خالص دینی غرض سے آتے ہیں اور جلسے میں شامل ہونے والوں کی یہی غرض ہونی چاہئے۔ اور جب یہ غرض ہو تو مہمان کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور خاص طور پر جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسے میں شامل ہونے کی طرف خاص توجہ دلائی ہے اور اسے خالص دینی اغراض کا حامل ٹھہرایا ہے اس جلسے کو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا حامل ٹھہرایا ہے۔ تو اس سے کس قدر اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ آنے والے کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں آتے۔ کسی دنیاوی رونق میں حصہ لینے کے لئے نہیں آتے۔ اگر کوئی اس غرض کے لئے آتا ہے تو اپنے ثواب کو ضائع کرتا ہے۔ پس یہاں آنے والے مہمان جن کی خدمت کے لئے مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کے لئے مخلصین اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں یہ عام مہمان نہیں ہیں بلکہ زمانے کے امام کے قائم کردہ نظام پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر جمع ہونے والے مہمان ہیں۔

بعض دفعہ بے انتہا خرچ کر کے اپنی بساط سے زیادہ خرچ کر کے یہاں آتے ہیں اور بڑی دور دور سے آتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سفر ہر لحاظ سے برکات کا موجب بن جائے۔ خلافت سے محبت ان کو یہ احساس دلا رہی ہوتی ہے کہ یہ سفر خلیفہ وقت سے ملاقات کا بھی باعث بن جائے گا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ آتے ہیں۔ نو مبائعین بھی ہیں پرانے احمدی بھی ہیں۔ ان آنے والوں کی آنکھوں میں جب میں خلافت سے محبت دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات بڑھتے ہیں کہ کس طرح وہ مؤمنین کے دل میں خلافت سے محبت پیدا کرتا ہے۔ یہ کسی انسان کی کوشش سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیج کر آپ کے بعد اس نظام کو جاری فرمایا اور اس لئے تاکہ اسلام کی صحیح اور حقیقی تعلیم سے دنیا کو روشناس کرایا جائے۔ اس لئے کہ اسلام کے پیار اور محبت کے پیغام کو دنیا کو بتایا جائے۔ اس لئے کہ دنیا کو یہ بتایا جائے کہ حقیقی اسلام میں ہی اب دنیا کا امن ہے۔ پس یہ باتیں ہیں جن کو دیکھنے کے لئے سننے کے لئے سیکھنے کے لئے لوگ یہاں آتے ہیں اور یہی وجہ ہے جو خلافت سے محبت ہے۔ برطانیہ کے جلسے پر تو خاص طور پر بہت لوگ اس لئے آتے ہیں کہ جلسہ کے روحانی ماحول سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ علمی تربیتی اور دینی پروگراموں میں بھی شامل ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کے بھی وارث بنیں گے اور خلیفہ وقت سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ غرض کہ یہاں آنے والوں کا جذبہ ایسا ہے جو کسی دوسرے دنیاوی رشتے میں نہیں ہے اور اسی بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی شرائط بیعت میں توجہ دلائی ہے۔

پس یہاں آنے والے مہمانوں کا مقام ایک خاص مقام ہے اور ان کی اہمیت ہے۔ اور اسی وجہ سے ان مہمانوں کی خدمت کرنے والوں کی بھی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اور اسی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہی افراد جماعت رضا کارانہ طور پر خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ایک دنیاوی لحاظ سے اچھے افسر کو بڑے کمانے والے کو دیگوں پر کھانا پکانے روٹیاں پکانے اور دوسرے مختلف کاموں پر لگا دیا جاتا ہے حتی کہ ٹائلٹس کی صفائی پر بھی کھڑا کر دیں تو وہ خوشی سے یہ کام کرتا ہے۔ اس لئے کہ ان مہمانوں کی خدمت سے وہ بے انتہا دعاؤں کا وارث بن رہا ہوتا ہے اور پھر یہی کارکن غیر از جماعت مہمانوں کے لئے تبلیغ کا بھی باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ ایک بچہ بھی جب جلسہ گاہ میں پھر کر پانی پلا رہا ہوتا ہے تو وہ بھی ایک خاموش تبلیغ کر رہا ہوتا ہے۔ دنیا کو یہ بتا رہا ہوتا ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو دنیا میں فساد پیدا کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ دنیا کو مادی پانی بھی پلاتے ہیں روحانی پانی بھی پلاتے ہیں۔ پس مہمان کی اہمیت میزبان کی اہمیت کو بھی بڑھا رہی ہوتی ہے۔ اور یہ چیز دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آسکتی۔ پس خوش قسمت ہیں وہ کارکن اور رضا کار جو ایسے مہمانوں کی خدمت کو انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کی بہت اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام اور خوبیوں کا جب ذکر فرمایا تو ان کے مہمان نوازی کے وصف کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ پس وہ میزبان جو بے نفس ہو کر مہمان نوازی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مقام ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مہمانوں کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ان کے پیش نظر ہوتی ہے۔ کوئی خواہش کوئی مطلب کوئی شکرگزاری وصول کرنا ان کا مقصود نہیں ہوتا۔

پس دنیا میں نہ ایسے مہمانوں کی مثالیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خاطر سفر کر رہے ہوں اور دنیاوی غرض کوئی نہ ہو اور نہ ہی ایسے میزبانوں کی مثال ملتی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مہمان نوازی کر رہے ہوں۔ یہ خوبصورت نقشہ ہمیں صرف جماعت احمدیہ میں نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق زمانے کے امام کو ہم نے مانا ہے۔ اس لئے کہ خلافت کی لڑی میں پروئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ ہر سال کا تجربہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا مرد عورت بچہ جوان بوڑھا ایک خاص جذبے سے خدمت کرتا ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدمت اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس جذبے سے ہوگی اور ہو رہی ہے۔ اور جو وقار عمل کی رپورٹس مجھے مل رہی ہیں۔ اس سال تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے نوجوان بھی وقار عمل میں وقف عارضی کر کے شامل ہو رہے ہیں جن کو پہلے یہ تجربہ نہیں تھا۔ پس صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ کا بھی یاددہانی کا حکم ہے کہ صحیح رہنمائی ملتی رہے۔ اور یقیناً صحیح رہنمائی اور نصیحت سے طبیعتوں میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے نئے شامل ہونے والے ہیں جن کو نظام کا پوری طرح علم نہیں ہوتا۔ ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں خدمت کے جذبے کی حقیقت بتائی جائے۔ گو ان نئے شامل ہونے والوں کی اکثریت دوسروں کے نمونے دیکھ کر اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کرتی ہے لیکن پھر بھی توجہ کی ضرورت رہتی ہے۔ اسی طرح بچے شامل ہو رہے ہیں۔ ان کو بھی ڈیوٹیاں اور خدمت کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کہ مہمانوں کی خدمت کس طرح کی جانی چاہئے۔ خدمت کی اہمیت بتانے کے لئے نصیحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۵۔ یعنی یاد دلاتا رہ کیونکہ یاد دلانا مؤمنوں کو نفع بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پس ہر ڈیوٹی دینے والے اور ڈیوٹی دینے والی کارکنہ کو ان کے ساتھ یہ احساس ہونا چاہئے کہ ہمارے مسافر ہیں مہمان ہیں ان کی ہم نے خدمت کرنی ہے اور ان سے ہر طرح حسن سلوک کرنا ہے۔ بعض دفعہ بعض مہمانوں کے غلط رویے بھی ہوتے ہیں لیکن پھر بھی حوصلے سے کام لینا چاہئے ہر کارکن کو ہر ڈیوٹی دینے والے کو صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر شعبے کے کارکن کو اپنے فرائض ادا کرنا چاہئیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے نبی کی مثال دے کر قرآن شریف میں جو توجہ دلائی ہے کہ مہمان کو کس طرح سنبھالنا ہے۔ مہمان کے سلام کے جواب میں اس سے زیادہ بھرپور طریق پر اسے سلام کا جواب دینا ہے۔ اس کے لئے نیک جذبات کا اظہار کرنا ہے۔ اسے امن اور تحفظ دینا ہے۔ خوشی کا اظہار کرنا ہے۔ حقیقی سلامتی ہوتی ہی اس وقت ہے جب خوشی پہنچے۔

پس ہر وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ہم نے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے اور حقیقی طور پر ایسی خدمت کرنی ہے جو ہمیں حقیقی خوشی پہنچانے والی ہو۔ پس ہمارے ہر آنے والے مہمان سے ہمیں اس طرح خوشی پہنچنی چاہئے جس طرح اپنے عزیز مہمان کو دیکھ کر ہوتی ہے کسی قریبی کو دیکھ کر ہوتی ہے اور جب ایسی خوشی ہو تو پھر ہی خدمت کا حق بھی ادا ہوتا ہے۔ پھر مہمان نوازی کا معیار یہ ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنے تمام تر وسائل کے مطابق اور حالات کے مطابق جو بہترین مہمان نوازی کی سہولت ہم مہیا کر سکتے ہیں کریں۔ انتظامیہ کو اس بارے میں ہمیشہ سوچتے رہنا چاہئے۔

پس اللہ تعالیٰ ہم سے اس قسم کی مہمان نوازی چاہتا ہے کہ بہترین سہولت مہیا ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے تھے۔ آپ نے ہماری اس بارے میں کس طرح رہنمائی فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ مہمان کا تم پر حق ہے اسے ادا کرو۔ ایسی مثالیں بھی ہیں کہ مہمان زیادہ آگئے آپ نے صحابہ میں مہمان بانٹنے شروع کر دیئے اور خود بھی اپنے حصے میں بھی مہمان لئے۔ انہیں اپنے گھر لے گئے۔ گھر جا کر پتا لگا کہ تھوڑا سا کھانا اور مشروب ہے۔ حضرت عائشہ سے جب آپ نے پوچھا تو انہوں نے عرض کی کہ آپ کی افطاری کے لئے رکھا ہوا ہے تھوڑا سا۔ صرف وہی گھر میں ہے اور تو کچھ نہیں۔ آپ نے اس میں سے تھوڑا سا چکھا اور مہمان کو کہا کہ اب تم کھاؤ اور پھر روایت سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اس تھوڑے سے کھانے سے جو حضرت عائشہ کے مطابق صرف آپ کی افطاری کے لئے تھا مہمان سیر بھی ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی بھی اس رنگ میں تربیت کی تھی کہ صحابہ بھی بے لوث مہمان نوازی کا جذبہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان